بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (القرآن)

ملک بھر کے نامور مفتیان کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں

عذاب قبر کی صحیح صورت

کے

منکر کا شرعی حکم

تالیف

ابواحمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور

ترتیب

صاحبزادہ قاری محمد احمد اللہ تونسوی قادری

متعلم جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور

ناشر

مکتبہ جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور

فون۔ 068-5671350

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش: ۱۹۴۷ء ...... وفات: ۱۵رجنوری ۲۰۱۵ء

حضرت مولانا ابواحمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک امام جو زمینی قبر کے عذاب کا قائل نہ تھا کے متعلق پاکستان کے مدارس، دارالافتاؤں سے فتاویٰ جات منگوائے کہ ایسے شخص کو امامت سے برطرف کیا جائے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ان بیس فتاویٰ جات کو آپ نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ شائع کر دیا۔ اس کا نام ''عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم'' تجویز کیا۔

اس مجموعہ میں اسے بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طباعت کتاب میں تائید ایزدی

بندہ عاجز نے اس مجموعہ فتاویٰ کو اشاعت کی نیت سے کمپوزنگ کرا رکھی تھی لیکن طباعت کے اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے تاخیر ہو رہی تھی۔ البتہ بندہ اللہ تعالیٰ سے پر امید ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طباعت کے ضرور اسباب پیدا فرمائے گا۔ چنانچہ ۲ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز اتوار جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب درخواستی رحمہ اللہ کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا گیا جس میں دیگر علماء کرام کے ساتھ پیر طریقت حضرت اقدس حضرت مولانا محمد ارشد الحسینی دامت برکاتہم العالیہ بھی تشریف لائے اور بیان بھی فرمایا، چونکہ بندہ عاجز کی تصانیف خصوصاً عقیدہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر مطالعہ فرما چکے تھے اس کی وجہ سے ان کے ساتھ بندہ کا غائبانہ تعارف اور خط و کتابت رہتی تھی اور یہی بات میرے مدرسہ کے مدرسین کو اور خود میرے عزیزوں کو بھی معلوم تھی تو میرے عزیزوں نے حضرت اقدس کو مذکورہ جلسہ پر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ آنے کی دعوت دی۔

جسے حضرت اقدس نے بخوشی قبول فرمایا اور ۳ ستمبر ۲۰۰۷ء بروز سوموار آٹھ بج کر کچھ منٹ پر جامعہ عثمانیہ میں تشریف لے آئے۔ حضرت اقدس کے ہمراہ ان کے صاحبزادہ قاری محمد احمد بھی تھے۔ بندہ عاجز کی یہ ان سے بالمشافہ پہلی ملاقات تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ آپ ہمارے مدرسے میں رہے اور آپ نے متانت کے ساتھ بڑی علمی گفتگو فرمائی خصوصاً عقیدہ حیات النبی ﷺ کے موضوع پر جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس عقیدہ سے والہانہ محبت ہے تو دوران گفتگو اس مجموعہ فتاویٰ کا تذکرہ ہوا، بندہ عاجز نے طباعت کے وسائل نہ ہونے کا بھی تذکرہ کیا تو حضرت اقدس نے بڑی خوشی سے اس کی طباعت اپنے ذمہ لے لی، تو انہی کے تعاون اور دعاؤں سے یہ فتاویٰ چھپ کر منظر عام پر آیا لہٰذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے سایہ کو ہمارے سروں پر تادیر سلامت رکھے اور ان کے فیوضات سے ہمیں اور پوری امت کو مستفیض فرمائے اور اس مجموعہ فتاویٰ کو ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور انہیں ہر قسم کے شرور فتن سے محفوظ رکھے۔ آمین رب العالمین!

ابو احمد نور محمد قادری تونسوی خادم جامعہ عثمانیہ
ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان
۲۱ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ / ۴ ستمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامدا و مصلیا و مسلما

بندہ عاجز ہیچ مداں عرصہ طالب علمی سے عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام سے شغف رکھتا ہے چونکہ عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کی بنیاد عقیدہ حیات قبر پر ہے تو اس مناسبت کی وجہ سے اس موضوع پر کتب کثیرہ کی ورق گردانی کی اور حاصل مطالعہ کے طور پر قبر کی زندگی۔ اسلام کے نام پر ہوئی پرستی، مولانا طیب طاہری پنج پیری کی خدمت میں ایک سو چار سوالات، منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں، عقیدہ حیات قبر اور علم وفہم میت کی حدیث وغیرہ کتب ورسائل معرض وجود میں آئے اور بیسیوں مضامین ومقالات چھپ کر منظر عام پر آئے یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور اس کی توفیق سے ہوا، اور نہ من آنم کہ من دانم اور زیر نظر رسالہ عذاب قبر بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

بندہ عاجز نے آج سے تقریبا پانچ سال پہلے ملک پاکستان کے مفتیان کبار سے استفتاء کیا تھا کہ جو شخص امام مسجد ہے اور وہ عذاب قبر کی صحیح صورت پر یقین نہیں رکھتا بلکہ وہ عذاب قبر کی ایک ایسی صورت تجویز کرتا ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے کیا ایسے پیش امام کے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے تو ہمارے مفتیان کرام نے بالاتفاق جو جواب مرحمت فرمایا وہ یہ ہے کہ عذاب قبر کی صحیح صورت یہی ہے کہ اسی مدفن ارضی میں جہاں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے۔ اعادہ روح ہوتا ہے قبر کا سوال وجواب روح اور جسد کے مجموعہ سے ہوتا ہے قبر کی جزاء وسزا کے لئے روح اور جسد عنصری کے مابین ایک خاص قسم کا تعلق رہتا ہے جس کی وجہ سے روح اور بدن دونوں جزاء سزاء سے متاثر ہوتے ہیں البتہ اس اعادہ روح اور تعلق روح کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ہم جیسے عام لوگوں کے لئے اتنا ایمان عذاب قبر کے متعلق کافی ہے باقی رہیں اعادہ اور تعلق کی کیفیات تو وہ اہل علم کے لئے خالص علمی باتیں ہیں ان میں پڑنا نامناسب ہے۔ روح اور نفس تعلق پر ایمان لانا ایک سنی مسلمان کے لئے ضروری ہے تو جو امام صاحب اس صحیح صورت پر ایمان نہیں رکھتا اس کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ الغرض بندہ عاجز میں اکابر کے ان فتاوی جات کی اشاعت کا داعیہ پیدا ہوا کیونکہ یہ ایک علمی ذخیرہ ہے اور عذاب قبر کی صورت پر کتاب وسنت کے دلائل کا انبار ہے اور مزید یہ کہ منکرین عذاب قبر نے جتنی الجھنیں پیدا کر رکھی ہیں ہمارے مفتیان کرام نے اس کا صفایا کر کے اصل عقیدہ کو بڑے صاف اور شفاف انداز میں پیش کیا ہے جس پر ایمان لانے کے لئے ہر منصف مزاج آدمی مجبور ہو جاتا ہے مثلاً عذاب قبر کی بحث میں برزخ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور حیات دنیوی کا ذکر بھی ملتا ہے تو ہمارے مفتیان کرام نے وضاحت فرمادی ہے کہ اگر عذاب قبر کو عذاب برزخ سے تعبیر کر دیا جائے تو ان دو باتوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے بلکہ مصداق کے اعتبار سے ایک ہیں، قبر مردہ انسان کے لئے ظرف مکان ہے اور برزخ مردہ انسان کے لئے ظرف زمان ہے علمائے اسلام کو قبر سے مراد برزخ کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ بعض مردے ایسے ہوتے ہیں جن کو وقتی طور پر زمین میں دفن ہونا نصیب نہیں ہوتا بلکہ پرندوں درندوں کے پیٹ میں چلے جاتے ہیں یا خاک وراکھ میں مستحیل ہو جاتے ہیں تو اس پر ملاحدہ اعتراض کرتے تھے کہ جس کو یہ معروف قبر نصیب نہیں ہوئی کیا اس کو عذاب قبر نہ ہوگا تو ہمارے علماء نے جواب دیا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا نہیں ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا

جاتا ہے بلکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہے اور برزخ موت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی زمانہ کو کہتے ہیں برزخ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کی گئی ہے کیونکہ جو مردہ اس زمینی قبر میں دفن ہے وہ بھی برزخ میں ہے جو مچھلیوں کے پیٹ میں یا پرندوں درندوں کے پیٹ میں ہے وہ بھی برزخ میں ہے جو خاک وراکھ میں ہے وہ بھی برزخ میں۔ الغرض! مردہ انسان جہاں بھی ہے وہ برزخ ہے۔ ان کج فہموں کی حماقت کو ملاحظہ فرمایئے کہ علمائے اسلام نے قبر سے مراد برزخ کہہ کر قبر کے مفہوم میں وسعت پیدا کی تا کہ قبر کا لفظ مردہ انسان کے ہر مقام کو شامل ہو جائے اور ان لوگوں نے برزخ کے لفظ سے خود اصلی حقیقی اور شرعی قبر کی بھی نفی کر دی۔

سخن شناس نئی دلبر خطا ایں جااست

معلوم ہوا کہ برزخ کے لفظ سے قبر کی نفی نہیں ہوتی اور نہ ہی نفی کرنی چاہئے اور جو شخص برزخ کے لفظ سے قبر کی نفی کرتا ہے وہ احمق اصطلاحات شرعیہ سے لاعلم ہے اسی طرح جن علمائے اسلام نے الحیات بعد الوفات کو حیات دنیویہ سے تعبیر کیا ہے ان کی مراد یہ ہے کہ حیات برزخیہ میں دنیا والا جسد عنصری شامل ہے لہٰذا حیات برزخی اور حیات دنیوی میں تضاد سمجھنا بھی حماقت ہے حیات برزخی بایں معنی ہے کہ عالم برزخ میں ہے اور حیات دنیوی بایں معنی ہے کہ دنیا والا جسد شامل حیات ہے اور اسی طرح مفتیان کرام نے جسد عنصری اور جسد مثالی کے بارے میں بھی بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ جسد عنصری اصل ہے اور جسد مثالی اس کا عکس اور ظل اور تابع ہے جسد مثالی کا وجود جسد عنصری کا مرہون منت ہے جسد اصلی میں اگر حیات وسماع وغیرہ صفات پائے جاتے ہیں تو بالتبع جسد مثالی میں بھی یہ صفات پائی جائیں گی اگر جسد عنصری اصلی کو پتھر کی طرح بے جان قرار دے دیا جائے تو جسد مثالی میں نہ حیات آسکتی ہے نہ سماع یہی وجہ ہے ہمارے جو علمائے کرام روح کے لئے جسد مثالی تجویز کرتے ہیں وہ جسد عنصری کی حیات اور سماع کے بھی قائل ہیں اور اس کے ادراک شعور اور فہم کے بھی قائل ہیں۔ پس اگر اب کوئی شخص جسد مثالی کا لفظ دیکھ کر جسد عنصری کی نفی کرتا ہے تو یہ اس کے سوءِ فہم کا نتیجہ ہے بلکہ اس کی حماقت ہے ہمارے علماء اسلام فرماتے ہیں اگر کوئی شخص جسد عنصری سے تعلق مان لے پھر اس کے بعد ہزار مثالی جسد تجویز کرے تو ہمارا اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہاں جو شخص جسد مثالی کو تجویز کر کے جسد عنصری سے تعلق کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے بدعتی ہے اور اہل السنت سے خارج ہے اسی طرح ہمارے مفتیان کرام نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ علمائے اسلام قبر وبرزخ کی زندگی کو جو حیات روحانی کہتے ہیں یا اسے روح کی حیات سے تعبیر کرتے ہیں یا اس حیات کے متعلق ''لیست بالجسد'' کہا ہے تو اس قسم کے الفاظ سے وہ ایک بہت بڑی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں وہ حقیقت یہ ہے کہ عالم دنیا میں جسد انسانی ظاہر اور اصل ہے اور روح مخفی ہے اور اس کے تابع ہے یہاں کے حالات اوّلاً جسم پر طاری ہوتے ہیں اور روح ظاہر نمایاں ہو جاتی ہے اور اسی لئے اصل ٹھہرتی ہے جب کہ جسد عموماً مخفی ہو جاتا ہے اور روح کے تابع رہتا ہے وہاں دکھ سکھ کے حالات اوّلاً واصلاً روح پر طاری ہوتے ہیں اور جسد بالتبع ان سے متاثر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جتنے علمائے اسلام نے قبر کی اس زندگی کو حیات روحانی یا روح کی حیات کہا ہے وہ سب حضرات روح کا تعلق جسد عنصری سے تسلیم کرتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے جسد عنصری کو روح کے ساتھ جزاء سزاء میں شامل سمجھتے ہیں پس جو لوگ حیات روحانی کے لفظ سے جسد عنصری کی جزاء سزاء کا انکار کرتے ہیں وہ نہ تو اصطلاحات شرعیہ کو جانتے ہیں نہ ہی علمائے اسلام کی باتوں کا صحیح مطلب سمجھتے ہیں دیکھئے دنیا کی ہر تکلیف کو جسم کی

طرف منسوب کیا جاتا ہے مثلاً جسمانی اذیت، جسمانی کوفت، جسمانی تھکاوٹ وغیرہ دنیا کا کوئی عقلمند بھی ان جملوں سے روحانی اذیت اور روحانی تکلیف کی نفی نہ سمجھے گا بلکہ یہی سمجھے گا اصل کا ذکر کیا گیا ہے اور جو بالتبع وہ خود بخود اس میں شامل ہے اسی طرح حیات روحانی کہہ کر اصل کا ذکر کیا گیا اور جو تابع ہے وہ خود بخود مذکور ہے۔

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا صحیح مطلب

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ایک جملہ تحریر فرمایا ہے کہ حیات برزخیہ ''لیست بالجسد'' ہے یعنی قبر کی یہ حیات جسمانی نہیں ہے بلکہ روحانی ہے بعض کج فہموں نے اس جملہ سے جسد عنصری کے عذاب کا انکار کر دیا حالانکہ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یہ جملہ ذکر کر کے اس عالم کی جزاء سزاء کی صحیح صورت بتا رہے ہیں کہ اس عالم میں جسد اصل نہیں ہے بلکہ روح کا تابع ہے وہاں کے دکھ سکھ کے حالات اوّلاً جسد پر وارد نہیں ہوتے بلکہ اوّلاً روح پر وارد ہوتے ہیں اور روح کے واسطہ سے جسد بھی متاثر ہوتا ہے چنانچہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت درج ذیل ہے۔

''وھو تنبیہ علی ان حیاتھم لیست بالجسد و لا من جنس ما یحسبہ من الحیوانات و انما ھی امر لا یدرک بالعقل بل بالوحی و عن الحسن ان الشھداء احیاء عند ربھم تعرض ارزاقھم فیصل الیھم الوجع'' (بیضاوی تحت الآیہ ولا تقولوا لمن یقتل)

بندہ عاجز کے فہم کے مطابق امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ جسد کی حیات کی نفی نہیں فرما رہے بلکہ نفی اس بات کی فرما رہے ہیں کہ قبر کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح جسمانی نہیں ہے کہ جسم اصل ہو اور روح اس کا تابع ہو بلکہ روح اصل ہے اور جسد اس کے تابع ہے اس پر دو قرائن ملاحظہ فرمائیں۔

قرینہ ۱۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''یثبت اللہ الذین آمنوا'' کی تفسیر میں ''تعاد روحہ فی جسدہ'' الحدیث۔ نقل فرما کر جسد کی حیات کو تسلیم کر لیا ہے۔

قرینہ ۲۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم'' کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ ''ثم یحییکم'' سے مراد قبر میں سوال و جواب کے لئے زندہ کرنا ہے۔

مفسر بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''او للسوال فی القبور'' اسی طرح امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ربنا امتنا اثنتین و احییتنا اثنتین'' کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ دوسری حیات سے مراد وہ حیات ہے جو مردہ انسان کو قبر میں مہیا کی جاتی تا کہ وہ نکیرین کے سوال کو سنے اور جواب دے تو ان حقائق کی روشنی میں بندہ عاجز نے بیضاوی کی عبارت کا یہی مطلب سمجھا ہے اگر کوئی منصف مزاج اہل علم اس کا کوئی اور مطلب بتاتا ہے تو بندہ عاجز افہام تفہیم کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

کیا کچھ مردے ایسے بھی ہیں جن کو یہ زمینی قبر نصیب نہ ہو

منکرین عذاب قبر کے سامنے جب عذاب قبر کی صحیح صورت پیش کی جاتی ہے تو وہ اس کو جھٹلانے کے لے ایک سوال کر ڈالتے ہیں کہ جن مردوں کو یہ زمین والی قبر نصیب نہیں ہوتی ان کو عذاب کہاں ہوتا ہے اس سوال سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان قبروں میں عذاب نہیں ہوتا بلکہ عذاب روح کی قبروں میں یعنی علیین اور سجین میں ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کا مغالطہ ہے اور اس قسم کے مغالطات سے لوگوں کو عذاب قبر کی صحیح صورت منوانا چاہتے ہیں۔

کیونکہ ہمارے علمائے اسلام نے بڑی وضاحت سے فرما دیا ہے کہ قبر کا حقیقی مصداق زمین کا وہ حصہ ہے

جس میں مردہ انسان کو باقاعدہ دفن کیا جاتا ہے اور یہی شرعی حقیقی اور عرفی قبر ہے اور اسی میں قبر کا حساب اور قبر کی کارروائی ہوتی ہے اور اگر کسی وجہ سے کسی مردہ کو یہ قبر نصیب نہیں ہوتی تو اس کے جسد کو جو بھی ٹھکانہ مل گیا وہی اس کی قبر ہے جو مردہ پرندوں درندوں کے پیٹ میں ہے وہی اس کی قبر ہے اور جو شیشے کی الماری میں رکھا ہوا ہے وہی اس کی قبر ہے جو خاک اور راکھ میں ہے وہی اس کی قبر ہے الغرض مردہ جہاں بھی ہے وہی اس کی قبر ہے البتہ مدفن ارضی اس کے لئے حقیقی قبر ہے اور جو اس کے علاوہ ٹھکانے ہیں وہ اس کے لئے مجازی قبر ہیں بہرحال ہر مردہ کو قبر ضرور نصیب ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا مجازی لہٰذا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ بعض مردے ایسے ہیں جن کو قبر نصیب نہیں ہوتی۔

منکرین کے اس سوال سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے

محترم قارئین! منکرین کے اس سوال سے کہ بعض مردوں کو یہ ارضی قبر نصیب نہیں ہوتی۔ قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کئی بار قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ہم تمہیں مرنے کے بعد زمین میں لے جائیں گے مثلاً ''منها خلقنكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة اخرى'' اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے ''قال فيها تحيون وفيها تموتون ومنها تخرجون۔ ثم اماته فاقبره'' وغیرہ آیات میں تصریح موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد ہر مردہ انسان کو مٹی میں لے جاتے ہیں ہاں بعض موتی کو جلد ارضی قبر نصیب ہو جاتی ہے اور بعض موتی کو کچھ وقفے کے بعد ارضی قبر نصیب ہوتی ہے بہرحال جلد یا بدیر ہر مردہ انسان نے زمین میں جانا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ بعض مردوں کو یہ ارضی قبر نصیب نہیں ہوتی قرآن مجید کے خلاف ہے بلکہ اس نظریہ سے قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے۔ دیکھئے جو مردہ وقتی طور پر پرندوں درندوں یا مچھلیوں کے پیٹ میں چلا گیا تو بالآخر مردہ خور جانوروں نے بھی تو مر کر مٹی میں جانا ہے اسی طرح جو مردہ صندوق میں یا الماری وغیرہ میں رکھا ہوا ہے تو قیامت کے زلزلے سے اس نے بھی زمین میں دھنسنا ہے اور یوں ہر مردہ انسان نے زمین میں جانا ہے اور بروز قیامت زمین سے باہر آنا ہے لہٰذا یہ سوال کرنا کہ بعض مردوں کو زمین والی قبر نصیب نہیں ہوتی خود غلط ہے۔

منکرین عذاب قبر کا عقیدہ

علمائے اسلام! عذاب قبر کی جس صورت کے قائل ہیں وہ تو آپ نے پڑھ لی ہے تو اب ضرورت ہے اس بات کی کہ منکرین کا عقیدہ بھی آپ کے سامنے لایا جائے تاکہ تصور کے دونوں رخ سامنے رکھ کر حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنا آسان ہو جائے چنانچہ عذاب قبر کے متعلق منکرین کا نظریہ درج ذیل ہے ''قبر سے مراد اس زمین کا وہ حصہ نہیں ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے اس کو تو عام لوگ قبر کہتے ہیں بلکہ قبر سے مراد برزخ ہے اور برزخ سے مراد علیین اور سجین ہے علیین ساتویں آسمان پر ہے سجین ساتویں زمین میں ہے اور وہیں ارواح رہتی ہیں اور وہیں ارواح کو مثالی جسد عطا کئے جاتے ہیں اور روحیں مثالی ابدان میں باقاعدہ حلول کرتی ہیں عام موتی کے مثالی بدن بصورت حیوان پرندہ ہوتے ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے یہ مثالی بدن بصورت انسان ہوتے ہیں اور ان کے دنیا والے ابدان کے مشابہ اور متشاکل ہوتے ہیں اور اس صورت حیات کو حیات برزخیہ کہتے ہیں اور قبر کی یہ کارروائی علیین و سجین میں روح اور جسد مثالی سے متعلق رہتی ہے باقی رہے مردہ انسانوں کے اجسام عنصریہ نہ تو وہ برزخ میں ہیں نہ ہی ان کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ارواح کا ان سے کسی قسم کا تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اجسام عنصریہ عذاب وثواب میں شریک وسہیم رہتے

ہیں بلکہ یہ تو اپنی قبور میں بے جان اور بے حس وحرکت پڑے ہوئے ہیں جن میں کسی قسم کی حیات کا شائبہ نہیں ہے۔''

نوٹ: منکرین کا یہ عقیدہ ان کی مختلف کتب کے مختلف اوراق اور صفحات پر منتشر طور لکھا ہوا ہے۔ مثلاً (ندائے حق، اقامۃ البرہان، حیات برزخیہ، اور عقائد علمائے اسلام ص ۸۸، ۹۰، ۹۱، ۱۰۳، ۱۱۲، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۵۰، ۱۷۴، ۱۷۵) وغیرہ وغیرہ۔ نیز واضح رہے کہ یہ لوگ اپنے ان عقائد کا انکار نہیں کریں گے اور نہ کر سکتے ہیں اگر بالفرض کسی بات کا یہ انکار کرتے ہیں تو ان کی کتابوں سے ان کا یہ عقیدہ ثابت کرنا بندہ عاجز کی ذمہ داری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

عقائد کا اثبات کس طرح ہوتا ہے

اہل اشاعت اپنی تحریروں اور تقریروں میں ہمیشہ اس بات کی رٹ لگائے پھرتے ہیں کہ عقیدہ کے اثبات کے لئے یا تو نص قطعی درکار ہے یا پھر احادیث متواترہ اس باب میں خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی اب بندہ عاجز مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے اس عقیدہ کے ایک ایک جز کو قرآن کی نص سے ثابت فرمائیں یا پھر احادیث متواترہ سے، مہربانی فرما کر علماء کے اقوال پیش نہ فرمائیں کیونکہ وہ آپ کے ہاں حجت نہیں ہیں۔ جب خبر واحد کی گاڑی نہیں چلتی تو اقوال علماء کی گاڑی کیسے چلے گی۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: سوال پیدا ہوتا ہے کہ منکرین عذاب قبر، عذاب قبر کے لفظ کو تو مانتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص عذاب قبر کو نہ مانے وہ ایسا ویسا ہے تو جب وہ عذاب قبر کو مانتے ہیں چاہے غلط صورت کے ساتھ ہی سہی تو پھر ان کو عذاب قبر کا منکر کیوں کہا جاتا ہے؟

الجواب: ہمارے علمائے اسلام فرماتے ہیں اگر کوئی کسی اسلامی عبادت یا کسی اسلامی عقیدہ کے نام کو برقرار رکھ کر اور اسے تسلیم کر کے اس کے شرعی مفہوم یا مصداق کو تبدیل کر دے تو اسے اس عبارت اور اس عقیدہ کا منکر ہی کہا جائے گا۔ مثال کے طور پر مرزائی قادیانی بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ کہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر ہمارا ایمان ہے اور ہم حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور جو آپ ﷺ کی ختم نبوت کو نہ مانے وہ تو کافر ہے لیکن اس دعویٰ کے باوجود وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی جانتے ہیں تو جب اس بارے میں ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ تم ایک طرف ہمارے نبی ﷺ کو خاتم النبیین کہتے ہو اور دوسری طرف تم اجرائے نبوت کے قائل ہو اس کا کیا مطلب؟ تو اس کے جواب میں مرزائی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ آپ ﷺ بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ آپ نبیوں کے لئے مہر ہیں جس شخص کو آپ کی مہر لگ جائے تو وہ نبی بن جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی آپ کی مہر لگ گئی ہے لہٰذا وہ بھی نبی ہیں لیکن ہمارے علمائے اسلام نے مرزائیوں کو اس لئے ختم نبوت کا منکر قرار دیا ہے کہ انہوں نے ختم نبوت کے لفظ کو تسلیم کر کے اس کے شرعی مفہوم کو مسخ کر دیا ہے تو معلوم ہوا کسی عبارت اور کسی عقیدہ کو لفظ کی حد تک تسلیم کر لینا اور اس کے مفہوم کو تبدیل کر دینا انکار کے مترادف ہے۔ چنانچہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''ان الذین یلحدون فی آیاتنا'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''یہاں سے انکار کی ایک خاص قسم کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا نام الحاد ہے لحد اور الحاد کے لغوی معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں قبر کی لحد کو بھی اسی لئے لحد کہتے ہیں کہ وہ ایک طرف مائل ہوتی ہے قرآن وحدیث کی اصطلاح میں

آیات قرآنی سے عدول وانحراف کو الحاد کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے اعتبار سے تو یہ عام ہے صراحۃ کھلے طور پر انکار وانحراف کرے یا تاویلات فاسدہ کے بہانہ سے انحراف کرے۔ لیکن عام طور سے الحاد ایسے انحراف کو کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو قرآن اور اس کی آیات پر ایمان وتصدیق کا دعویٰ کرے مگر ان کے معانی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو قرآن وسنت کی نصوص اور جمہور امت کے خلاف ہوں اور جس سے قرآن کا مقصد ہی الٹ جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں الحاد کے معنی یہی منقول ہیں۔'' (تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۵۵۹)

الحیات بعد الوفات اجماعی عقیدہ ہے قرآن مجید کی کوئی آیت اس کی نفی نہیں کرتی

تصویر کے دونوں رخ سامنے لائے جائیں تو ہر دو فریق اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ موت سے لے کر قیامت تک کے وقفے میں کوئی خاص قسم کی حیات ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان سے قبر کا حساب لیا جاتا ہے اور جزاء وسزا کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے البتہ اختلاف اس میں ہے کہ وہ حیات کس بدن کے ساتھ ہے علمائے اسلام تو فرماتے ہیں کہ یہ حیات دنیا والے جسد عنصری سے متعلق ہے اور وہ اس حیات کو حیات برزخیہ کہتے ہیں۔ بہرحال الحیات بعد الوفات پر دونوں فریق ایمان رکھتے ہیں کسی فریق کو اس حیات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

منکرین کا سوء فہم

منکرین عذاب قبر قرآن مجید کی درجنوں آیات پڑھ کر عوام الناس کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ موت کے بعد سے قیامت تک کے عرصہ میں کسی قسم کی حیات نہیں ہے حالانکہ اس عرصہ میں حیات کے وہ خود بھی قائل ہیں اگر قرآن مجید کی کوئی آیت الحیات بعد الوفات کی نفی کرتی ہے تو وہ یقینا جس طرح علمائے اسلام کی حیات قبر وبرزخ کی نفی کرے گی تو وہ ان کی حیات برزخیہ کی بھی نفی کرے گی لیکن یہ بدفہم لوگ علمائے اسلام کی حیات قبر کی تردید میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ خود اپنی حیات برزخیہ کی بھی بیخ کنی کر ڈالتے ہیں اور ان کو احساس تک بھی نہیں ہوتا۔

دو موتیں اور دو حیاتیں

یہاں منکرین کا ایک اور سوء فہم ملاحظہ فرمائیے وہ یہ ہے کہ ان کے عوام خواص خطباء اور واعظین یہ شور مچاتے پھرتے ہیں کہ علمائے دیوبند نے دو حیاتوں کی بجائے تین حیاتوں کا عقیدہ قائم کر رکھا ہے حالانکہ حیاتیں تو صرف دو ہیں ایک دنیا کی ایک آخرت کی یہ قبر کی تیسری زندگی کہاں سے آئی مجھے تعجب آتا ہے ایسے لوگوں پر کہ یہ لوگ قبر کی تیسری زندگی پر اعتراض کرتے ہوئے اپنی تیسری زندگی کو کیوں بھول جاتے ہیں ان لوگوں کی تین حیاتیں یہ ہیں۔

(۱) دنیا کی زندگی (۲) برزخ کی زندگی (۳) آخرت کی زندگی اگر یہ لوگ تین زندگیاں مانیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر علمائے اسلام قبر کی زندگی پر ایمان رکھیں تو اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ یہ تیسری حیات کہاں سے آئی آخر وجہ کیا ہے؟ حالانکہ علمائے اسلام قبر کی زندگی کو نوع من الحیاۃ کہتے ہیں یعنی روح کا مردہ مدفون سے ایک خاص قسم کا تعلق ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، اسی لئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے قبر کی زندگی دنیا وآخرت کی زندگی کی طرح مستقل حیات نہیں بلکہ نوع من الحیاۃ ہے۔ لہٰذا قبر برزخ کی اس حیات کو دنیا کی زندگی کا تتمہ بھی کہہ سکتے ہیں اور آخرت کی زندگی کا مقدمہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ (معارف القرآن

ملخصا) لہٰذا قبر کی یہ زندگی دو حیاتوں کے منافی نہیں ہے لیکن معترضین حضرات تو مستقل تیسری زندگی کے قائل ہیں ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ موت کے بعد روح کا بدن مثالی میں با قاعدہ دخول اور حلول ہوتا ہے یہ تیسری زندگی یقیناً دو حیاتوں کے منافی ہے لیکن زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے کہ ایسے لوگوں کو قبر کی نوع من الحیاۃ تو دو حیاتوں کے خلاف نظر آتی ہے۔ لیکن اپنی تجویز کردہ اور خود ساختہ مستقل حیات دو حیاتوں کے خلاف نظر نہیں آتی۔ سچ ہے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

دو نہ شد سہ شد

یک نہ شد دو شد کی مثل مشہور چلی آرہی ہے لیکن ان پر تو دو نہ شد سہ شد کی مثل سچی آتی ہے کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عالم برزخ میں روح جسد مثالی میں با قاعدہ دخول اور حلول کئے ہوئے ہے اور قیامت کے دن روح کو بدن مثالی میں با قاعدہ دخول اور حلول کئے ہوئے ہے اور قیامت کے دن روح کو بدن مثالی سے نکالا جائے گا اور دنیا والے جسد کی طرف بھیجا جائے گا تو جب روح بدن سے نکالی جائے گی تو یہ اس کی موت ہوگی کیونکہ موت اسی کا نام ہے پس ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق تین حیاتیں اور تین موتیں معرض وجود میں آجائیں گی لیکن ان لوگوں کو نہ تو اپنی تین حیاتیں نظر آتی ہیں اور نہ تین موتیں بلکہ صرف اور صرف قبر کی نوع من الحیاۃ دو حیاتوں کے خلاف نظر آتی ہے۔ پس صرف اب تک یہ ڈھول بجائے جارہے ہیں کہ یہ تیسری زندگی کہاں سے آئی۔ مہربان من قبر کی یہ تیسری زندگی تو قرآن مجید کی پچاس سے زائد آیات سے ثابت ہے اگر شک ہو تو بندہ عاجز کی کتاب (قبر کی زندگی) کو دیکھ لیں وہاں درج ہیں لیکن آپ اپنی تیسری زندگی اور تیسری موت کا ثبوت پیش فرمائیں قرآن کی نص قطعی ہو یا پھر احادیث متواترہ اگر یہ مہیا نہ ہوسکیں تو ہم آپ کی خبر واحد کو بھی تسلیم کرلیں گے۔ چھوڑیئے اگر آپ ضعیف روایت بھی اپنے عقیدہ کے اثبات میں پیش کردیں تو ہمیں قبول ہے لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

مماتیو! تم تو جسد مثالی کا نام قرآن وحدیث سے نہیں دکھا سکتے نہ قیامت تک نہ قیامت کے بعد تک۔

انتباہ: آپ نے منکرین کے مسلک میں جسد مثالی کا تذکرہ سنا اور ہمارے بعض علماء کی عبارات میں بھی جسد مثالی کا تذکرہ ملتا ہے لیکن اس سے یہ دھوکہ نہیں کھانا چاہئے کہ جسد مثالی کے قائلین علماء حضرات ان کے ہم مسلک ہیں کیونکہ ان کا جسد مثالی اور ہے اور علمائے اسلام جس جسد مثالی کا تذکرہ کرتے ہیں وہ اور ہے علماء اسلام کے نزدیک جسد مثالی جسد عنصری کا ظل اور عکس ہے یہی وجہ ہے کہ وہ علماء جسد مثالی کا قول کرنے کے باوجود جسد عنصری سے تعلق مانتے ہیں جب کہ منکرین کا جسد مثالی کسی خاص قسم کے میٹریل سے تیار ہوتا ہے اسی لئے وہ جسد عنصری کے تعلق کی نفی کرتے ہیں یہ بات پایہ یقین کو پہنچ چکی ہے کہ منکرین عذاب قبر کی جس صورت کے قائل ہیں ہمارے اکابر علماء دیوبند میں سے کوئی ایک عالم دین بھی ان کا ہم مسلک اور ہم خیال نہیں ہے ان لوگوں کی راہ علمائے اہل سنت سے جداگانہ ہے اگر چہ یہ لوگ علمائے دیوبند کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں لیکن کوئی دیوبندی عالم ان جیسے عقائد رکھنے والا نہ ہے بلکہ علمائے دیوبند کے تمام مفتیان کرام ان کو مبتدع (گمراہ) اور اہل السنت والجماعت سے خارج قرار دیتے ہیں اور عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکرین کو معتزلہ قرار دیتے ہیں۔

منکرین عذاب قبر کے علماء دیوبند کے حق میں گستاخانہ کلمات

جب منکرین کو ہمارے مفتیان کرام غلط نظریات کی وجہ سے گمراہ اہل سنت سے خارج اور معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں تو یہ لوگ بڑی جسارت سے جواب دیتے ہیں کہ اگر ہمیں معتزلہ کہتے ہو تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو بھی معتزلہ کہو اور اگر ہمیں گمراہ کہتے ہو تو حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کو بھی گمراہ کہو اور اگر ہمیں اہل بدعت کہتے ہوں تو فلاں فلاں بزرگوں کو بھی یوں کہو۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ! وہ لوگ اس طریقہ گفتگو سے اکابر کے دامن میں پناہ لینا چاہتے ہیں اور اکابر کو ہم خیال بتانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اس دعویٰ میں ذرا بھر بھی حقیقت کا شائبہ نہیں ہے جب ہمارے اکابر نے عقیدہ قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء کا انکار نہیں کیا تو یہ نازیبا الفاظ کیسے ان کے حق میں استعمال کیئے جائیں اور جب مماتی ٹولہ عقیدہ عذاب قبر کا انکار کرتا ہے عقیدہ حیات الانبیاء کا انکار کرتا ہے تو یہ الفاظ کیسے ان پر چسپاں نہ کئے جائیں گے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک بدزبان عورت اپنے خاوند کے پورے خاندان کو حتیٰ کہ ساتوں پشتوں کو گالیاں دیتی تھی اور ان کے حق میں بدزبانی کرتی تھی اس کا مرد جب غصہ میں آتا اور اس کے سر پر جوتے برساتا تو وہ عورت اپنے بچاؤ کے لئے خاوند کے باپ اور دادے کی پناہ میں آ کر کہتی کہ مجھے بچاؤ خاوند کہتا ان سب کو تو نے گالیاں دی اور انہی کی گستاخی کی وجہ سے تجھے جوتے پڑ رہے ہیں سیدھی ہو کر بیٹھو اور جوتے کھاؤ۔ بعینہ یہی حال ہے ان مماتیوں کا کہ یہ لوگ عقیدہ حیات قبر اور عقیدہ حیات الانبیاء کی وجہ سے ہمارے تمام اکابر کو کافر اور مشرک کہتے ہیں ان کے حق میں گندی زبان استعمال کرتے ہیں تو جب اکابر کے رضا کاروں کی طرف سے کتاب وسنت کے دلائل کی ان پر مار پڑتی ہے تو یہ لوگ تحفظ حاصل کرنے کے لئے اکابر کی پناہ لینا چاہتے ہیں لہٰذا رضا کاروں کی طرف سے انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ انہی اکابر کی راہ چھوڑنے کی وجہ سے اور ان کے حق میں گندی زبان استعمال کرنے کی وجہ سے تمہیں گمراہ، معتزلہ اور بدعتی کہا گیا ہے اب تمہیں حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر کے دامن میں پناہ نہیں ملے گی سیدھے ہو کر بیٹھو اور دلائل کی مار کھاتے رہو اور جب تک تم اکابر کی راہ پر نہیں آتے تمہیں یہی مار ملتی رہے گی اور کہیں سے تمہیں پناہ نہیں ملے گی ان شاء اللہ۔

اگر اکابر کے حق میں یہ لوگ مخلص ہوتے تو یہ قطعاً نہ کہتے کہ ان کو ایسا ویسا کہو

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ اگر ہمیں گمراہ بدعتی اور معتزلی کہتے ہو تو فلاں فلاں بزرگوں کو ایسا کہو دلیل ہے اس بات کی کہ یہ لوگ ان بزرگوں کے حق میں مخلص نہیں ہیں اگر ان لوگوں کے دلوں میں ان بزرگوں کا احترام اور درد ہوتا تو ان کے حق میں یہ لب کشائی نہ کرتے۔ بخاری ومسلم میں ایک حدیث موجود ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتیں اپنے بچوں کے ہمراہ کسی جنگل کا سفر کر رہی تھیں ان کی غفلت کی وجہ سے ایک بھیڑیا آیا اور بڑی عورت کے بیٹے کو کھا گیا بڑی عورت چالاک تھی اس نے چھوٹی عورت کے بیٹے پر قبضہ کر لیا اور اس نے کہا یہ تو میرا بیٹا ہے اور بھیڑیا تو تیرے بیٹے کو کھا گیا ان کا جھگڑا ہو گیا غالباً موقع پر کوئی گواہ نہ تھے اسی لئے یہ جھگڑتی ہوئی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں مقصد فیصلہ کرانا تھا۔ چونکہ بڑی عورت چتر چالاک تھی حضرت داؤد علیہ السلام نے بیانات سن کر بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا حالانکہ بیٹا درحقیقت چھوٹی عورت کا تھا چنانچہ وہ بڑی عورت بیٹے کو لے کر جا رہی تھی اور چھوٹی عورت اس کے پیچھے روتی جا رہی تھی۔ راستے میں حضرت سلیمان علیہ السلام مل گئے انہوں نے ماجرا

پوچھا بیانات سننے کے بعد ان کو اندازہ ہوا کہ یہ بیٹا بڑی عورت کا نہیں بلکہ چھوٹی عورت کا ہے اور بڑی عورت نے اپنی چالاکی سے اپنے حق میں فیصلہ کرادیا ہے۔ چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس کا فیصلہ میں کرتا ہوں چھری لاؤ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کرتا ہوں ایک ٹکڑا بڑی کے لئے ہوگا اور دوسرا چھوٹی کے لئے تاکہ دونوں کو حصہ مل جائے اور دونوں راضی رہیں اب بڑی عورت بچے کے دو ٹکڑے کرنے پر راضی اور تیار ہوگئی جب کہ چھوٹی عورت رونے لگی اور کہنے لگی یہ بچہ بڑی کو دے دو اس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو میں اپنے بیٹے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا برداشت نہیں کرتی۔ یہاں سے واضح ہوگیا کہ بچہ چھوٹی عورت کا ہے جس کو بچہ کا فکر اور درد ہے بخلاف بڑی عورت کے نہ وہ اس کا بیٹا تھا نہ اس کو اس کا درد تھا اس لئے وہ تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر راضی ہوگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس صورت حال کو دیکھ کر بچہ چھوٹی عورت کو دے دیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخلص کو درد ہوتا ہے غیر مخلص کو درد نہیں ہوتا۔ پس اگر یہ لوگ حضرت نانوتوی، حضرت تھانوی، حضرت کشمیری، حضرت عثمانی (رحمہم اللہ) وغیرہ کے حق میں مخلص ہوتے تو قطعا یہ نہ کہتے کہ ان کو معتزلی کہو ان کو بدعتی کہو۔ دیکھئے یہ لوگ یوں تو نہیں کہتے کہ اگر ہمیں معتزلی کہتے ہو تو گجراتی کو، نیلوی کو اور بندیالوی وغیرہ وغیرہ کو معتزلی کہو۔ کیونکہ ان لوگوں کے حق میں یہ مخلص ہیں اور ان کا درد رکھتے ہیں۔ اسی لئے ان کا نام نہیں لیتے اور بچاؤ کے لئے ہمارے بزرگوں کا نام استعمال کرتے ہیں۔

ایک کمزور سہارا

جب ہمارے مفتیان کرام ان کو اس قسم کے غلط نظریات کے وجہ سے اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر کے اہل بدعت میں شمار کرتے ہیں تو یہ لوگ حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی تقریر ترمذی المعروف العرف الشذی کا سہارا لیتے ہیں اور ان کی ایک ادھوری عبارت پیش کر کے اپنے آپ کو اہل سنت ثابت کرنے کی سعی ناتمام کرتے ہیں اولا حضرت کشمیری کی عبارت کو ملاحظہ فرمائیے چنانچہ کشمیری لکھتے ہیں۔ "ثم لاهل السنة قولان قيل ان العذاب للروح فقط وقيل للروح والجسد" (العرف الشذی برہامش، ترمذی ص ۲۱۷)

یعنی پھر اہل سنت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ عذاب قبر صرف اور صرف روح کو ہوتا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ عذاب قبر روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے۔ فرقہ مماتیہ کے لوگ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی اس عبارت سے یہ نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں کہ جو لوگ فقط روح کی جزاء سزا کے قائل ہیں وہ اہل سنت ہیں لیکن ان کا یہ استدلال چھ وجوہ باطل ہے۔

<u>اولاً</u>: گزارش ہے کہ حضرت شاہ صاحب وسیع النظر عالم تھے شاید ان کے معلومات میں کوئی ایک آدھ آدمی ایسا گزرا ہے جو فقط روح کی جزاء وسزا کا قائل تھا اور وہ بظاہر اہل السنۃ کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا۔ اس لئے حضرت شاہ صاحب نے قولان فرمایا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کا قول یہی ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جمہور کی رائے کو ترجیح ہوتی ہے ایک آدھ آدمی کی رائے جمہور کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں۔

<u>ثانیاً</u>: حضرت شاہ صاحب نے متصل یہ تحریر فرمایا ہے کہ "والمشهور الثاني اختاره اكثر شارحي الهداية وهو المختار" (العرف الشذی برہامش ص ۱۳۷)

یعنی مشہور یہی دوسرا قول ہے کہ عذاب روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے ہدایہ کے اکثر شارحین نے اسی کو پسند فرمایا ہے اور یہی مختار مذہب ہے تو جب حضرت شاہ صاحب نے دوسرے قول کو مختار مشہور اور اکثریت کا مذہب

قرار دیا ہے تو پہلا قول اس کے مقابلہ میں غیر مختار غیر مشہور اور اقلیت کا مذہب ٹھہرے گا جب حضرت شاہ صاحب نے ہر لحاظ سے دوسرے قول کو راجح اور قول اول کو مرجوح قرار دیا ہے تو کیسے اسے اہلسنت کا قول قرار دیا جائے۔

ثالثاً: حضرت شاہ صاحب مزید لکھتے ہیں: ''وان صار البدن ذرۃ فی الدنیا فان الشعور لکل شئی عند جمہور الامۃ وتفرد ابن حزم الاندلسی'' (ایضاً) یعنی اگر بدن انسانی ذرہ ذرہ ہو کر دنیا میں پھیل جائے تو تب بھی جمہور امت کے نزدیک ہر چیز کو شعور حاصل ہے (لہٰذا بدن انسانی ہر حال میں قبر کی جزا سزا کو محسوس کرتا ہے) اور ابن حزم اندلسی نے اس کا انکار کر کے راہ تفرد اختیار کی ہے۔ دیکھئے علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ اس پہلے قول کو بن حزم کا تفرد قرار دے رہے ہیں ظاہر ہے کہ تفرد تفرد ہوتا ہے وہ اہل سنت والجماعت کا مذہب نہیں بن سکتا۔

رابعاً: حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے جو دو قول نقل فرمائے ہیں ان میں پہلا قول ہے کہ عذاب فقط روح کو ہوتا ہے حالانکہ خود مماتیوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ عذاب فقط روح کو ہوتا ہے بلکہ یہ لوگ روح اور بدن مثالی کے عذاب کے قائل ہیں۔ بر سبیل تنزل اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ اہل سنت کے دو قول ہیں تو مماتیوں کا عقیدہ کسی قول کے بھی مطابق نہیں ہے نہ قول اول کے مطابق نہ قول ثانی کے مطابق ان کا عقیدہ تو ان دونوں اقوال سے مختلف ہے تو اب شاہ صاحب کی نقل کے مطابق بھی یہ لوگ اہلسنت میں شمار نہیں ہو سکتے باقی حضرت شاہ صاحب نے صوفیاء کا مذہب نقل کیا ہے کہ وہ حضرات بدن مثالی کے ساتھ عذاب کے قائل ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرات صوفیاء کرام جسد مثالی کی تجویز کے ساتھ ساتھ جسد عنصری سے تعلق کے قائل ہیں اور جسد عنصری کی طرف اعادہ روح کے قائل ہیں روح اور جسد عنصری دونوں کی جزا و سزا کے قائل ہیں۔ حتیٰ کہ سماع موتی کے بھی قائل ہیں جب کہ عصر ہذا کے معتزلہ جسم مثالی کو تجویز کر کے جسد عنصری کی طرف نہ اعادہ روح کے قائل ہیں نہ تعلق روح کے اور نہ ہی جسد عنصری کو جزا سزا میں شامل سمجھتے ہیں بلکہ ان سب امور کا انکار کرتے ہیں معلوم ہوا یہ لوگ حضرت شاہ صاحب کے جس قول کا سہارا لے کر اپنے آپ کو اہلسنت ثابت کرنا چاہتے ہیں حضرت شاہ صاحب کی اسی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہلسنت سے خارج ہیں کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ عذاب قبر نہ قول اوّل کے مطابق ہے نہ قول ثانی کے مطابق ہے اور نہ ہی قول صوفیاء کے مطابق ہے۔

تفہیم کا ایک اور طریقہ

اگر اشاعت التوحید والے بضد ہیں کہ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ نے ہمیں اہل السنہ میں شمار کیا ہے تو بندہ عاجز تفہیم کے لئے ایک اور طریقہ اختیار کرتا ہے لیکن ذرا پہلے بطور تمہید کے ایک بات ذہن نشین فرمالیں بات یہ ہے کہ ۱۹۹۸ء میں ایک کتاب بنام ''خس کم جہاں پاک'' اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی طرف سے شائع ہوئی اس کتاب میں اشاعت التوحید والوں نے مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی کے جماعت سے اخراج کے اسباب اور وجوہات بیان کئے ہیں اور من جملہ اسباب ایک یہ بھی ہے کہ مولوی احمد سعید جماعت کے اکابر کی توہین کرتا ہے ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر شرک کفر اور ارتداد کے فتوے چسپاں کرتا ہے ان کو گالیاں دیتا ہے اور ان پر شرک کفر اور ارتداد کے فتوے چسپاں کرتا ہے مثلاً جتوئی ضلع مظفر گڑھ کے ایک عالم ربانی حلفاً کہتے ہیں مولانا احمد سعید خان نے حضرت مولانا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ اور حضرت شاہ صاحب مدظلہ (عنایت اللہ شاہ صاحب) کو ۱۹۸۴ء میں بے شمار گالیاں دی۔ (خس کم جہاں پاک ص ۱۱۶) اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ

خان رحمہ اللہ کو (مولانا) احمد سعید نے جی بھر کر گالیاں دیں کئی علماء اس واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم غلاف کعبہ کو ہاتھ میں تھام کر قسم اٹھا سکتے ہیں کہ احمد سعید نے شیخ کو ننگی گالیاں دی تھیں (خس کم جہاں پاک ص ۱۱۶)

مزید لکھا ہے کہ: ''پیر طریقت حضرت شاہ جی مدظلہ کے بارے میں ایک سے زائد مقامات پر وہ یہ کہہ چکے ہیں کہ شاہ صاحب عمر کے اس حصہ میں ہیں جہاں ذہن کم ہی کام کیا کرتا ہے۔'' (خس کم جہاں پاک ص ۱۱۷)

اور ایک مقام پر لکھا ہے کہ (احمد سعید کہتے ہیں) میرے نزدیک دیوبندی، بریلوی، سب مشرک، کافر ہیں۔ دونوں لا الٰہ الا اللہ کے منکر ہیں۔ (خس کم جہاں پاک ص ۱۳۵)

اسی طرح اسی کتاب کے ص ۱۴ اور ص ۷۵ پر لکھا ہے کہ احمد سعید چتروڑ گڑھی نے سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کو مرتد بنایا۔

آمدم برسر مطلب: اب مذکورہ بالا حوالہ جات کو سامنے رکھ کر اگر کوئی شخص یہ رائے قائم کرے۔ ''ثم لاھل الاشاعۃ فی عنایۃ اللہ شاہ گجراتی قولان، الاول کافر مشرک مرتد'' الثانی ''امام الموحدین'' اب اہل اشاعت اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ یہ پہلا قول اہل اشاعت کا تصور ہوگا کیا اس قول کی اہل اشاعت کی طرف نسبت درست ہوگی یا وہ اس قول کو ایک شخص کا تفرد کہہ کر رد کر دیں گے تو جس طرح اہل اشاعت کے ہاں یہ پہلا تفرد ہونے کی وجہ سے مردود ہے اور جمہور اشاعت التوحید والسنہ کا مذہب یہی دوسرا قول ہے۔ اسی طرح حضرت سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب سمجھئے کہ انہوں نے دوسرے قول کو مختار اور جمہور اہل سنت کا مذہب قرار دے کر پہلے قول کو تفرد قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ پہلا قول مردود ہے۔

ایک اور کمزور سہارا

یوں تو اشاعت التوحید والسنہ ہمارے تمام اکابر دیوبند کثر اللہ سوادھم کو جب جبراً اور ظلماً اپنا ہم مسلک بتاتے پھرتے ہیں قطع برید کر کے یا پھر تاویل القول بمالا یرضیٰ بہ القائل کا ارتکاب کر کے ان کی بعض عبارتیں بھی پیش کر کے یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ ہمارے ہم مسلک اور ہم خیال تھے حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے اور اس سفید جھوٹ کے جواب میں بندہ عاجز نے ایک کتاب تحریر کی ہے (اللہ کرے جلد شائع ہو جائے) جس میں بندہ عاجز نے اپنے تمام اکابر حضرت مولانا محمد قاسم نوتوی رحمہ اللہ سے لے کر حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تک تمام بزرگوں کا عقیدہ اور مسلک بیان کیا ہے کہ یہ سب حضرات عذاب قبر کی صحیح صورت کے، حیات الانبیاء علیہم السلام کے اور عام موتی کے سماع فی الجملہ کے قائل تھے۔ یہاں تمام اکابر کے ان تین مواقف کے بیان کرنے کی تو گنجائش نہیں ہے لیکن حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کے موقف کو بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ یہ لوگ ان کی ایک کتاب ''اشرف الجواب'' کو زیادہ پیش کرتے ہیں لہٰذا ضرورت ہے اس بات کی کہ حضرت حکیم الامت کا عقیدہ مختصر لفظوں میں بیان کر دیا جائے تا کہ کوئی ساتھی مغالطہ میں نہ رہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ بلاشبہ جسد مثالی کا اپنی تصنیفات میں بکثرت تذکرہ فرماتے ہیں لیکن وہ جسد عنصری کے ساتھ روح کا تعلق مانتے ہیں اور اسی قبر میں اعادہ روح کے قائل ہیں اور روح اور جسد عنصری دونوں کے عذاب وثواب کے قائل ہیں چنانچہ حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تفصیلات کے لئے (اشرف الجواب ص ۲۵۰ تا ۲۵۴) کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں اصل قرار تو جنت میں ہو اور قبر میں اصل قرار نہ ہو کچھ تعلق جسد سے ہو خواہ وہ جسد اصلی حالت پر یا مستحیل ہو گیا ہو اور یہ تعلق صرف اتنا ہو جس سے ادراک نعیم والم کا ہو سکے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۱۸)

مزید لکھتے ہیں اور اعیدوہ کی دلالت اس پر کہ روح ارض سے پیدا ہوئی غیر مسلم ہے کیونکہ اس کی توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کو زمین کی طرف اس لئے لے جاؤ کہ اس کا بدن خاکی ہے جس کا وہاں رہنا حکمت ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۴۱۸، ۴۱۹)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ: ''تعذیب و تنعیم کی مدرک روح ہے اصالۃً نہ جسد مگر تبعا۔ (امداد الاحکام ج ۱ ص ۸۳۹) میں لکھا ہے کہ باقی عذاب قبر جسم عنصری اور جسم مثالی دونوں پر ہوتا ہے معلوم ہوا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ قطعاً ان لوگوں کے ہم خیال نہیں تھے اور نہ ہی یہ لوگ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہم مسلک ہیں ان لوگوں کے عقائد مخصوصہ میں علماء دیوبند اہل السنہ والجماعت کا کوئی ایک بھی عالم دین ان سے متفق نہیں ہے۔

عقلی شبہات و وساوس

عقیدہ عذاب قبر پر بعض لوگ عقلی شبہات وارد کر کے اس عقیدہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ بھی بچند وجوہ باطل ہے۔

اوّلاً: اس لئے کہ اسلام میں عقل شریعت کے تابع ہے نہ کہ شریعت عقل کے تابع لہٰذا جو حقائق کتاب وسنت سے ثابت شدہ ہیں ان کو عقلی شبہات کی وجہ سے ٹھکرا دینا ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

ثانیاً: عقیدہ عذاب قبر اور اس قسم کے دوسرے عقائد عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں غیب کی چیزیں عقل کے خلاف نہیں البتہ عقل سے ماوراء ہیں چونکہ وحی سے یہ امور ثابت ہیں لہٰذا ان غیبی امور پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ثالثاً: عقیدہ عذاب قبر پر اعتراضات کر کے اس کو مسترد کرنے والے دشمنان اسلام ہیں لہٰذا کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ دشمنان اسلام کی اعتراض بازی سے مرعوب ہو کر کسی اسلامی عقیدہ کو رد کر دے یا اس کی تاویل کر دے بلکہ اس کا فرض یہ ہے کہ اس عقیدہ کو اپنی صحیح صورت پر برقرار رکھ کر دشمنان اسلام کے اعتراضات کا جواب دے۔

رابعاً: دشمنان اسلام کے یہ شبہات و وساوس صرف عقیدہ عذاب قبر پر وارد نہیں ہوتے بلکہ یہ لوگ دوزخ بہشت، قیامت، وزن اعمال، حوض کوثر وغیرہ عقائد اسلامیہ پر بھی اعتراضات کرتے ہیں کیا ان کے اعتراضات سے ڈر کر ان عقائد اسلامیہ کا انکار کر دیا جائے گا؟ اعتراض کرنے والے تو حضور اکرم ﷺ کے معراج پر بھی اعتراض کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے پر بھی اعتراض کرتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور ان کے نزول پر بھی اعتراض کرتے ہیں، تو کیا ان عقائد کو عقلی شبہات کی وجہ سے مسترد کر دیا جائے گا؟

اسی طرح حضرات انبیاء کرام کے معجزات اور حضرات اولیاء کرام کی کرامات جو قرآن مجید میں بکثرت مذکور ہیں اس سب پر ملحدوں اور زندیقوں کو اعتراض ہے کہ یہ عقل کے خلاف ہیں تو کیا معجزات اور کرامات کا انکار کر دیا جائے گا؟

خامساً: منکرین عذاب قبر کی بنیادی غلطی یہی ہے کہ یہ لوگ قبر و برزخ کے حالات کو عالم دنیا کے حالات پر قیاس کر کے انکار کر بیٹھتے ہیں اگر یہ لوگ عالم آخرت کے حالات کو بھی عالم دنیا کے حالات پر قیاس کریں گے تو آخرت کا بھی انکار

کر بیٹھیں گے کیونکہ یہ ایک بنیادی غلطی ہے جس میں یہ بیچارے مبتلا ہیں ان لوگوں کو چاہئے عالم قبر و برزخ کو سمجھنے کے لئے عالم خواب میں غور کریں تو ان کے تمام شبہات اور وساوس خود بخود کافور ہو جائیں گے اس سلسلہ میں حضرت مولانا محمد منظور لکھنوی رحمہ اللہ کی کتاب معارف الحدیث ج ا باب العقائد بحث عذاب قبر و برزخ کا مطالعہ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔

سادسا: جب کہ ان لوگوں کے عقلی شبہات کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں مردہ جس حال میں بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو جزاء سزا دے سکتا ہے تو لوگ بڑی سادگی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں قادر ہے لیکن قانون نہیں ہے وہ اس طریقہ جواب سے قانون اور قدرت میں تضاد بتانا چاہتے ہیں حالانکہ ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر قانون اور قدرت کا حسین امتزاج بھی ہوتا ہے دیکھئے نطفہ سے بچہ پیدا کرنا اللہ کی قدرت اور قانون کا حسین امتزاج ہے۔ اسی طرح بھینس کے پیٹ میں بھوسے اور چارے سے دودھ بن جانا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قانون کا حسین امتزاج ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا ہر جگہ قانون اور قدرت میں تضاد سمجھنا ان لوگوں کی کج فہمی کا نتیجہ ہے عذاب قبر کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے قانون کا حسین امتزاج ہے ایک طرف اللہ عذاب دینے پر قادر ہے اور دوسری طرف مردہ انسان مجرم ہے اور مجرم کو سزا دینا قانون خداوندی ہے یہاں قانون قدرت کا کوئی تضاد نہیں ہے۔

آخری گزارش

بندہ عاجز نے یہ چند صفحات حضرات مفتیان کرام کے فتاویٰ سے پہلے بطور توضیح کے لکھ دیئے ہیں امید ہے کہ عذاب قبر کی صحیح صورت پر وارد ہونے والے جملہ شبہات کا ان سے ازالہ ہو جائے گا اگر کوئی شبہ ایسا ہے کہ جس کا جواب یہاں نہیں مل رہا تو آپ بندہ عاجز کی تالیفات قبر کی زندگی، اسلام کے نام پر ہوئی پرستی، ایک سو چار سوالات اور منکرین حیات قبر کی خوفناک چالیں، مطالعہ فرمائیں۔ ان شاء اللہ شبہ دور ہو جائے گا اگر کتابوں سے مسئلہ حل نہیں ہو رہا تو بندہ عاجز تادم زیست آپ کی خدمت کے لئے ہر وقت اور بروقت حاضر ہے اور جب بندہ عاجز عالم قبر و برزخ میں چلا جائے گا تو علمائے دیوبند کے رضا کاروں کا ایک ایک مخلص فرد آپ کی تسلی تشفی کرانے کے لئے ہر جگہ موجود ہوگا۔ ان شاء اللہ ''واللہ یھدی الیہ من ینیب''

میرا مقصد اصلاح اور اکابر علمائے اہل سنت دیوبند کے مسلک کی ترجمانی ہے اگر میں نے ان صفحات پر اپنے اکبر کے مسلک کی ترجمانی کی ہے تو یہ میرے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے اور اگر میں اپنے اکابر کی ترجمانی نہیں کر سکا اور میری قلم سے کوئی ایسی بات نکل گئی جو اکابر کے مسلک کے خلاف ہے تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر ہر ایسی بات سے رجوع کرتا ہوں بلکہ توبہ کرتا ہوں جو مسلک اکابر کے خلاف ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام میں خلوص عطاء فرمائے مجھے اور میری تمام اولاد کو اکابر کے مسلک پر استقامت نصیب فرمائے اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو جائے۔ آمین یارب العالمین!

''صلی اللہ تعالیٰ علیٰ محمد و الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین الی یوم الدین۔ صلوۃ تنجینا بھا من جمیع الاحوال و الأفات تقضی لنا بھا جمیع الحاجات و تطھرنا بھا من جمیع السیئات و ترفعنا بھا عندک اعلی الدرجات و تبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ و بعد الممات۔ انک علی کل شئی قدیر۔ اللھم صلی علی روح محمد فی الارواح۔ اللھم صلی علی جسد محمد فی الاجساد۔ اللھم

صلی علی قبر محمد فی القبور الی یوم النشور و بعد النشور بعد دمن قعد و قام و بعد دمن صلی و صام''
فقط......ابواحمد نور محمد تونسوی قادری خادم جامعہ عثمانیہ، ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان
۶/ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۳/ فروری ۲۰۰۷ء

اب پہلے میرا سوال پڑھیے پھر حضرات مفتیان کرام کے جوابات

سوال

محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہمارے شہر میں ایک صاحب پیش امام ہیں۔ لوگوں کو نمازیں پڑھاتے ہیں اور عذاب قبر کے متعلق وہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے اور جو اس کو نہ مانے وہ کافر ہے لیکن قبر زمین کے اس حصہ (گڑھا) کو نہیں کہتے جس میں مردہ جسم کو دفن کیا جاتا ہے۔ بلکہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے جسے علیین اور سجین کہا جاتا ہے جس کو جسد مثالی کہا جاتا ہے تو وہاں برزخی قبر میں روح اور مثالی جسد سے سوال نکیرین ہوتا ہے اور وہاں جزاء سزاء کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے باقی رہا یہ جسد عنصری نہ تو اس کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ہی روح کا اس سے کوئی علاقہ اور تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی حیات ہے بلکہ اس ارضی قبر میں پڑے ہوئے جسد عنصری میں کسی قسم کی حیات ماننا اور روح کا تعلق ماننا قرآن وحدیث کے خلاف ہے یہ ہے پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق عقیدہ اور نظریہ۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب قبر کی یہ تشریح صحیح ہے یا غلط؟ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے موافق ہے یا مخالف؟ کیا علمائے دیوبند کے نظریات بھی اسی طرح ہیں؟ اگر عذاب قبر کی یہ تشریح غلط ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہ؟ اگر اس کے پیچھے نماز ادا نہیں ہوتی تو جو نمازیں اب تک پڑھی جا چکی ہیں وہ سب واجب الاعادہ ہیں یا نہ؟ ''بینوا توجروا'' السائل ابواحمد نور محمد تونسوی قادری خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ لیاقت پور ضلع رحیم یار خان
۱۲/ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ/ بمطابق ۲۷/ مارچ ۲۰۰۷ء

جواب (۱) از دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خان پور ضلع رحیم یار خان

قبر کا اصل مصداق یہی گڑھا ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ میں یہ لفظ اسی گڑھے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ البتہ بدن اگر مدفون نہ بھی ہو جہاں ہو خواہ درندوں کے پیٹ میں ہو تو یہ اس کے لئے بحکم قبر ہے۔

قرآن پاک میں ہے: ''ولا تصلّ علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره'' (توبہ: ۴)

حدیث پاک میں ہے: ''عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال مر النبی ﷺ بقبرین فقال انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر اما احدهما فکان لا یستتر من البول واما الاخر فکان یمشی بالنمیمة ثم اخذ جریدة رطبة فشقه نصفین فغرز فی کل قبر واحدة قالوا یارسول اللہ لم فعلت هذا قال لعله یخفف عنهما مالم ییبسا''

(بخاری ج۱ ص ۱۸۵، مسلم ج۱ ص ۱۴۱، نسائی ج۱ ص ۱۲)

''وعن زید بن ثابت قال بیننا رسول اللہ ﷺ فی حائط لبنی النجار علی بغلة له ونحن معه اذ حادت به فکادت تلقیه واذا قبر ستة او خمسة فقال من یعرف اصحابه هذه الاقبر قال رجل انا قال متی ماتوا قال فی

الشرک فقال ان ھذا الامة تبتلی فی قبورھا فلو لا ان لاتدافنوا لدعوت اللہ ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع منہ۔'' (مشکوۃ ج ۱ ص ۲۵)

کتب فقہ میں قبر کی کھودائی اور بغیر نماز جنازہ پڑھے کسی مسلمان کو دفن کر دیا ہو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ (کما فی عامۃ الکتب) اس سے مراد یہی ارضی قبر ہے ان حوالہ جات میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اہل علم میں سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آں حضرت ﷺ کو قرآن پاک میں سجین پر کھڑے ہونے سے منع کیا گیا ہے۔ یا آں حضرت ﷺ اور صحابہ کرام کا گزر سجین کے اوپر سے ہوا ہے یا فقہاء کرام نے علیین وسجین میں نماز جنازہ پڑھنے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ قرآن وحدیث اور فقہ میں جہاں بھی قبر کا ذکر آیا ہے اس سے یہی ارضی قبر مراد لی جاتی ہے جمہور مسلمان ائمہ اربعہ اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کا اجماعی عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر بدن عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے بدن میں بہ تعلق روح نوع من الحیاۃ ہوتی ہے جس سے وہ راحت وعذاب کا ادراک کرتا ہے۔ اس پر کتب معتبرہ میں سے چند حوالہ جات ذکر کئے جاتے ہیں۔

مفسرین اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

قرآن مجید میں ہے: ''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرہ'' (ابراہیم:۲۷)

اس آیت کے تحت مفسرین نے اس مسئلہ کو اچھی طرح بیان فرمایا ہے اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ روم میں چنانچہ روح المعانی میں ہے'' والجمہور علی عود الروح الی الجسد او بعضہ وقت السوال لا یحس بہ اھل الدنیا الا من شاء اللہ تعالٰی'' (ج ۲۱ ص ۵۷) واضح ہو کہ جمہور سے مراد جمہور امت ہے۔

تفسیر ابن کثیر (عربی) میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ ابراہیم کی مذکورہ آیت کے تحت احادیث کی روشنی میں اعادہ روح اور راحت وعذاب کا ملنا بڑی صراحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (ج ۲ ص ۵۳۱)

تفسیر مظہری (عربی) میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے تحت وفی الآخرۃ کی تفسیر فرمائی ہے یعنی ''اذا سئلوا فی القبور'' انہوں نے بھی اس آیت کے تحت مردہ کو اسی قبر میں عذاب وثواب۔ اعادہ لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز کا سننا اور سوال وجوابات کی روایت جمع فرمائی ہیں۔ (ج ۵ ص ۲۶۸)

معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب قبر میں مؤمن سے سوال کیا جائے گا تو ایسے ہولناک مقام اور سخت حال میں بھی وہ بتائید ربانی اس کلمہ پر قائم رہے گا، اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی شہادت دے گا۔ اسی طرح تقریباً چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معتبر اسانید کے ساتھ اسی مضمون کی حدیثیں منقول ہیں جن کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے منظوم رسالہ ''التثبیت عند التبییت'' میں اور شرح الصدور میں ستر احادیث کا حوالہ نقل کر کے ان روایات کو متواتر فرمایا ہے، ان سب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آیت مذکورہ میں آخرت سے مراد قبر اور اس آیت کو قبر کے عذاب وثواب سے متعلق قرار دیا۔ مرنے اور دفن ہونے کے بعد قبر میں انسان کا دوبارہ زندہ ہو کر فرشتوں کے سوالات کا جواب دینا، پھر اس امتحان میں کامیابی اور ناکامی پر ثواب یا عذاب کا ہونا قرآن مجید کی تقریباً دس آیات میں اشارۃً اور رسول اکرم ﷺ کی ستر احادیث متواترہ میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ جس میں مسلمان کو شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (ج ۵ ص ۲۴۸)

محدثین اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: ''اعلم ان مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر وقد تظاهرت عليه دلائل الكتاب والسنة قال الله تعالىٰ النار يعرضون عليها غدواً وعشيا الاية وتظاهرت به الاحاديث الصحيحة عن النبى ﷺ من رواية جماعة من الصحابة فى مواطن كثيرة ولا يمتنع فى العقل ان يعيد الله تعالىٰ الحيوة فى جزء من الجسد ويعذبه واذا لم يمنعه العقل وورد الشرع به وجب قبوله واعتقاده۔ والمقصود ان مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر كما ذكرنا خلافا للخوارج ومعظم المعتزلة وبعض المرجئة فانهم نفوا ذالك۔ ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه وخالف فيه محمد بن جرير وعبدالله بن كذام وطائفة فقالوا لا يشترط اعادة الروح۔ قال اصحابنا هذا فاسد لان الالم والاحساس انما يكون فى الحى قال اصحابنا ولا يمنع ذالك كون الميت قد تفرقت اجزاءه كما نشاهد فى العادة او اكلته السباع او حيتان البحر او نحو ذالك فكما ان الله تعالىٰ يعيده للحشر وهو سبحانه تعالىٰ قادر علىٰ ذالك فكذا يعيد الحيوة الى جزء منه او اجزاء وان اكلته السباع والحيتان''
(ج ۲ ص ۳۸۵، ۳۸۶)

فتح الباری میں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وذهب ابن حزم وابن هبيرة الى ان السوال يقع علىٰ الروح فقط من غير عود الى الجسد وكالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذالك اختصاص ولا يمنع من ذالك كون الميت وقد تتفرق اجزاؤه لان الله قادر ان يعيد الحيوة الى جزء من الجسد ويقع عليه السوال كما هو قادر علىٰ ان يجمع اجزاءه والحامل للقائلين بان السوال يقع علىٰ الروح فقط ان الميت قد يشاهد فى قبره حال المسئلة لا اثر فيه من اقعاد ولا غيره ولا ضيق فى قبره ولا سعة وكذالك غير المقبور كا لمصلوب وجوابهم ان ذالك غير ممتنع فى القدرة بل له نظير فى العادة وهو النائم فانه يجد لذة والما لا يدركه جليسه بل اليقضان قد يدرك الما او لذة لما يسمعه او يفكر فيه ولا يدرك ذالك جليسه وانما اتى الغلط من قياس الغائب على الشاهد واحوال مابعد الموت على ما قبله والظاهر ان الله تعالىٰ صرف ابصار العباد واسماعهم عن مشاهدة ذالك وستره عنهم ابقاء عليهم لئلا يتدافنوا وليست للجوارح الدنيوية قدرة علىٰ ادراك امور الملكوت الا من شاء الله وقد ثبت الاحاديث بما ذهب اليه الجمهور كقوله انه يسمع خفق نعالهم وقوله تختلف اضلاعه لضمة القبر وقوله يسمع صوته اذا ضربه بالمطراق وقوله يضرب بين اذنيه وقوله فيقعدانه وكل ذالك من صفات الاجساد'' (ج ۳ ص ۱۸۵، ۱۸۶)

مرقات میں حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بعینہٖ عبارت نقل فرمائی ہے۔ ''قال الامام نووی رحمۃ اللہ علیہ مذهب اهل السنة اثبات عذاب القبر (الخ وفيه) فان قيل نحن نشاهد الميت علىٰ حاله فكيف يسئل ويقعد ويضرب ولا يظهر اثر فالجواب انه ممكن وله نظير فى الشاهد وهو النائم فانه يجد لذة والما يحسه ولا نحسه وكذا يجد اليقظان لذة واما يسمعه ويتفكر فيه ولايشاهد ذالك جليسه وكذالك كان جبرئيل ياتى النبى ﷺ فيوحى بالقرآن المجيد ولا يراه اصحابه'' (ج ۱ ص ۱۹۷)

نیز ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی وضاحت کچھ یوں فرمائی ہے۔ ''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبر الميت اى دفن وهو قيد غالبى والا فالسوال يشمل الاموات جميعها حتى ان من مات واكلته السباع فان الله تبارك وتعالى يعلق روحه الذى فارقه بجزئه الاصلى الباقى من اول عمره الى آخره استمر على حاله حالتى النمو والذبول الذى تتعلق به الروح او لا فيحيا ويحيا بحياته سائر اجزاء البدن يسئل فيثاب او يعذب ولا يستبعد ذالك فان الله تعالى عالم بالجزئيات والكليات كلها حسب ماهى عليها فيعلم الاجزاء بتفاصيلها ويعلم مواقعها ومحالها ويميز بين ما هو اصل وفصل ويقدر على تعليق الروح بالجزاء الاصلى منها حالة الانفراد وتعليقه به حال الاجتماع فان البنية عند نا ليست شرطا للحياة بل لا يستبعد تعليق ذالك الروح الشخص الواحد بكل واحد من تلك الاجزاء المتفرقة فى المشارق والمغارب'' (ج ۱ ص ۲۰۳)

ان عبارتوں سے ثابت ہوا ائمہ اربعہ کا یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ بدن جہاں بھی ہو جس شکل میں ہو روح کا بدن عنصری کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور راحت وعذاب دونوں کو ہوتا ہے۔

متکلمین اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

شرح فقہ اکبر میں ہے فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ فرماتے ہیں ''وسوال منكر ونكير حق كائن فى القبر، واعادة الروح الى الجسد فى قبره حق۔ وضغطة القبر حق وعذابه حق۔ كائن للكفار كلهم ولبعض عصاة المؤمنين حق جائز'' (ص ۳۸)

شرح عقائد میں ہے۔ ''وانكر عذاب القبر بعض المعتزلة والروافض لان الميت جماد الا حيوة له ولا ادراك فتعذيبه محال والجواب انه يجوز ان يخلق الله تعالى فى جميع الاجزاء او بعضها نوعا من الحيوة قدر مايدرك الالم او لذة التنعيم وهذا لا يستلزم اعادة الروح الى بدنه ولا ان يتحرك ويضطرب او يرى اثر العذاب عليه حتى ان الغريق فى الماء والماكول فى بطون الحيوانات والمصلوب فى الهواء يعذب وان لم نطلع عيه ومن تامل فى عجائب ملكه وملكوته وغرائب قدرته وجبروته لم يستبعد امثال ذالك فضلا عن الاستحالة'' (۷۷ تا ۷۸) ''وفى حاشيته ويكون الروح متصلا بالجسد وكذا اذا صار ترابا يكون روحه بترابه والروح والتراب يتالم'' (۷۶)

نیز اس میں جامع المعقول والمنقول عمدۃ المتکلمین والمحققین العلامۃ محمد عبد العزیز الفرہاروی فرماتے ہیں۔ ''عذاب القبر والمراد به عذاب يكون بعد الموت قبل البعث سواء كان الميت مقبورا ام لا وانما اضيف الى القبر نظرا على الغالب'' (ص ۲۰۵)

رمضان آفندی میں ہے۔ ''وعذاب القبر اى العذاب قبل الحشر ولو فى قعر البحر وحواصل الطيور وبطون السباع اى من اصول اهل الحق ان عذاب القبر ثابت'' (ص ۲۲۱)

دوسری جگہ فرماتے ہیں ''اتفق اهل الحق على انه تعالى يعيد فى القبر حيوة'' (رمضان آفندی ۲۲۵)

خیالی شرح عقائد میں ہے۔ ''جوز بعضهم تعذيب غير الحى ولا شك انه سفسطة واما تعذيب

الماکول بخلق نوع من الحیاۃ فی بطن الاکل فواضح الامکان کدودۃ فی الجوف وفی خلال البدن فانھا تتالم وتتلذذ بلا شعور منا" (ص ۱۱۸)

(کتاب الروح ص ۶۷) میں ہے "والروح لم تزل متعلقۃ ببدنھا وان بلی وتمزق وسر ذالک ان الروح لھا بالبدن خمسۃ انواع من التعلق متغائرۃ الاحکام، احدھا، تعلقھا بہ فی بطن الام جنینا، الثانی، تعلقھا بہ بعد خروجہ الی وجہ الارض۔ الثالث، تعلقھا بہ فی حال النوم فلھا بہ تعلق من وجہ ومفارقۃ من وجہ۔ الرابع، تعلقھا بہ فی البرزخ فانھا وان فارقتہ وتجردت عنہ فانھا لم تفارقہ فراقا کلیا بحیث لا یبقی لھا التفات الیہ البتۃ وقد ذکرنا فی اول الجواب من الاحادیث والآثار مایدل علی ردھا الیہ وقت سلام المسلم وھذا الرد اعادۃ خاصۃ لا یوجب حیاۃ البدن قبل یوم القیامۃ۔ الخامس، تعلقھا بہ یوم بعث الاجساد وھو اکمل النوع تعلقھا بالبدن ولا نسبۃ لما قبلہ من انواع التعلق الیہ اذھو تعلق لا یقبل البدن معہ موتا ولا نوما ولا فسادا"

"وفیہ ھل عذاب القبر علی النفس والبدن او علی النفس دون البدن، او علی البدن دون النفس، وھل یشارک البدن النفس فی النعیم والعذاب ام لا وقد سئل شیخ الاسلام عن ھذہ المسئلۃ ونحن نذکر لفظ جوابہ فقال بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ" (ص ۷۹)

مذکورہ بالا حوالہ جات میں اہل سنت والجماعۃ کے مؤقف کی صراحت ہے۔ روح کا بدن کے ساتھ تعلق رہتا ہے عذاب وراحت دونوں کو ہوتا ہے۔

فقہاء اسلام اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

ہدایہ میں ہے: "ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیوۃ فی قول العامۃ" (ج ۲ ص ۴۸۴)

بحر میں بھی اسی طرح ہے۔ "ومن یعذب فی القبر یوضع فیہ الحیوۃ فی قول العامۃ۔" (ج ۴ ص ۳۶۳)

(شامی ج ۲ ص ۱۶۵) میں ہے کہ: "قال اھل السنۃ والجماعۃ عذاب القبر حق وسوال منکر ونکیر وضغطۃ القبر حق۔ فیعذب اللحم متصلا باالروح والروح متصلا بالجسم فیتالم الروح مع الجسد وان کان خارجا عنہ"

اور دوسری جگہ ہے۔ "ولا یرد تعذیب المیت فی قبرہ لانہ توضع فی الحیوۃ عند العامۃ بقدر مایحس بالالم والبنیۃ لیست بشرط عند اھل السنۃ بل تجعل الحیوۃ فی تلک الجزاء متفرقۃ التی لا یدرکھا البصر" (ج ۳ ص ۸۳۵)

اکابرین علماء دیوبند اور عقیدہ راحت وعذاب قبر

فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے۔ قبر میں بھی روح کا تعلق رہتا ہے اور مستقر اصل اس کا علیین یا سجین ہے۔ عذاب روح پر مع جسم کے ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر احادیث سے ثابت ہے۔ (ج ۵ ص ۴۲۶ تا ۴۲۷)

امداد الفتاویٰ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تفصیلی جواب میں فرماتے ہیں۔ اسی جگہ اس کو عذاب وضغطہ ہوتا رہتا ہے۔ خواہ جسد کہیں ہو اور درندوں نے کھالیا ہو یا سوختہ ہو کر متفرق ہو گیا ہو البتہ اجزائے جسدیہ کے ساتھ اس کو کچھ تعلق رہتا ہے اس تعلق کی وجہ سے ان اجزاء میں بھی اگر اس قدر حیات باقی رہے جس سے عذاب وثواب کا اثر

جسد پر آ بھی آ جائے تو کچھ بعید نہیں۔ (ج ۶ ص ۱۲۸)

خیر الفتاویٰ میں ہے اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں۔ معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔ (ج ۱ ص ۱۸۱ تا ۱۸۴)

ان حوالہ جات سے واضح ہو گیا جمہور مسلمان، ائمہ اربعہ، اہل سنت والجماعت، علمائے دیوبند کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ عذاب وثواب روح اور بدن دنوں کو ہوتا ہے اور روح کا بدن کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے نوع من الحیاۃ حاصل ہوتی ہے جسم خواہ قبر میں ہو یا کسی اور جگہ ہو یا جس شکل میں بھی ہو اس حیات کی وجہ سے روح پر وارد ہونے والی کیفیات کا ادراک کرتا ہے یہ احکام عام قبر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بدن اور روح کے ساتھ خاص ہیں اور قبر کا ذکر کتب میں غالب کے اعتبار سے ہے کیونکہ عام طور پر مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ انہیں احکام کے عموم کو بیان کرنے کے لئے بعض سلف نے قبر سے مجازاً عالم برزخ مراد لیا ہے۔ ان کا مقصد بدن کے ساتھ روح کے تعلق کی نفی کرنا ہرگز نہیں ہے۔ اسی طرح بعض صوفیاء نے جسد مثالی پر وقوع عذاب کا قول اختیار کیا ہے ان کا مقصد بھی اجزاء الجسم کے ساتھ تعلق روح کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں البتہ انہوں نے روح کا جسم خاکی کے اجزاء سے تعلق تسلیم کرنے کے ساتھ ایک زائد چیز کا قول اختیار کیا ہے۔ غالباً صوفیاء نے یہ قول عامۃ الناس کی فہم کی خاطر مشہور اشکال (کہ جسم جب ریزہ ریزہ ہو جائے تو اس پر عذاب کیسے ہوتا ہے) کو دفع کرنے کے لئے اختیار کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ احادیث کو حل کرنے کے لئے اور اشکال مذکور کو دور کرنے کے لئے اس کے قائل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مفسرین، محدثین، متکلمین، فقہاء، اور ارباب افتاء نے صراحت فرمادی ہے کہ اجزائے جسم کے ساتھ روح کا تعلق ہر صورت میں ہو سکتا ہے یہ ایک امر ممکن ہے اور امر ممکن کی خبر جب مخبر صادق دے تو اس کو قبول کرنا لازم ہے اس لئے کسی شرعی ضرورت کے لئے ہمیں اس کے قائل ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بدن عنصری سے روح کے تعلق کی نفی معتزلہ وروافض وغیرہ کرتے ہیں جیسا کہ حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے۔

لہٰذا سوال میں پیش امام کا مذکورہ عقیدہ اہل حق کے خلاف ہے ایسا امام اہل السنت والجماعت میں سے نہیں جس کی ترجمانی اکابرین علمائے دیوبند نے کی ہے اور ایسے عقیدہ والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ لازم نہیں۔ کیونکہ فقہاء کرام نے بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی قرار دینے کے باوجود صحیح العقیدہ امام نہ ملنے کی صورت میں ترک جماعت کی بجائے بدعتی کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنے کو اولیٰ قرار دیا ہے جب کہ بدعت حد کفر تک نہ پہنچی ہوئی ہو۔ لیکن مبتدع کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو صحیح العقیدہ پرہیزگار امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے جیسا ثواب نہیں ملے گا۔

''ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد و ھو اشد من الفسق من حیث العمل لان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخا ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاعلی خلاف ما یعتقد اھل السنۃ والجماعۃ وانما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنۃ اما لو کان مؤدیا الی الکفر عند اھل السنۃ اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا'' (حلبی کبیر ص ۵۱۴) ''ایضا حاشیۃ البحر ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم'' (ج ۱ ص ۳۴۹)

"صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة افادان الصلوٰة خلفهما اولی من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع، لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی قال فی الحلیة ولم یجده مخرجون، نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلوتکم فلیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم بین ربکم" (شامی جلد ا ص ۵۶۲)

فقط واللہ اعلم الجواب صحیح ...... بندہ محمد طاہر عفا اللہ عنہ خادم دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور

مسلک معتزلہ کا بندہ باغی اور عقائد علماء دیوبند کا پابند ہے...... مسعود احمد ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

المجیب مصیب، بندہ محمد یونس واثقی...... امیر محمد تونسوی استاذ الحدیث جامعہ طذا ۱۷/ ۲ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ

عبد العزیز۔ محمد لقمان عفی عنہ...... الجواب الحق فالحق ان یتبع۔ خلیل الرحمن ڈاہر، مدرس جامعہ طذا

محمد اسماعیل عفی عنہ، محمد حسین، استاذ الحدیث جامعہ طذا...... العبد الیاس زمان عفی عنہ

الفقر الی الرحمن...... خلیل الرحمن درخواستی، ناظم تعلیمات مخزن العلوم خانپور مہر فتویٰ، دارالافتاء

تاریخ۔ ۲۲/ ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور

جواب (۲) از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

الجواب: حامداً ومصلیاً

تمہیدا: پہلے یہ سمجھیں کہ مطلقا عذاب قبر کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے صریح نصوص سے ثابت ہے، البتہ عذاب قبر کی کیفیت میں اقوال مختلف ہیں۔ بہر حال اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روح اور جسد عنصری دونوں کو عذاب قبر دیا جاتا ہے اور بعض صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ روح کو جسد مثالی دیا جاتا ہے جس کو عالم برزخ میں عذاب قبر دیا جاتا ہے، اور روح کا تعلق اس جسد عنصری سے بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے جسد عنصری بھی عذاب قبر میں شریک ہوتا ہے۔ خواہ جسد عنصری قبر میں دفن کیا جائے دریا میں بہایا جائے آگ میں جلایا جائے گوشت خور جانوروں کے پیٹ میں چلا جائے غرض جسد عنصری جہاں بھی ہو بتعلق روح عذاب قبر میں شریک ہوتا ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر سے مراد صرف یہ گڑھا نہیں جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے۔ بلکہ قبر کا معنی بحیثیت عذاب قبر کے بہت وسیع ہے۔ لہٰذا سوال میں جو تشریح عذاب کی، کی گئی ہے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف ہے اور نہ ہی اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے، لہٰذا مذکورہ امام صاحب اس مسئلے میں اہل سنت والجماعت کے اس متفقہ عقیدہ سے (جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے) خارج ہیں اور اگر مذکورہ امام صاحب اپنے اس نظریہ سے رجوع نہ کریں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"کما فی البخاری: حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سعید ابن عبیده عن البراء بن عازب عن النبی ﷺ قل اذا اقعد المؤمن فی قبره اتی ثم شهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله فذالک قول یثبت الله الذین آمنوا القول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة" (ج ا ص ۱۸۳)

"وفی البخاری ایضا حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غند قال حدثنا شعبة بهذا وزاد یثبت الله الذین آمنوا، نزلت فی عذاب القبر" (ج ا ص ۱۸۳)

''وفی البخاری ایضا: باب التعوذ من عذاب القبر حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا یحیی قال حدثنا شعبة قال حدثنی عون ابن ابی جحیفة عن ابیه عن البراء بن العازب عن ابی ایوب قال خرج النبی ﷺ وقد وجبت الشمس فسمع صوتا فقال یهود تعذب فی قبورها'' (ج۱ ص۱۸۴)

''وفی البخاری ایضا: باب کلام المیت علی الجنازة، حدثنا اللیث عن سعید بن ابی سعید عن ابیه انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ ﷺ اذا وضعت الجنازة فاحتملها الرجال علی اعناقهم فان کانت صالحة قالت قدمونی قدمونی وان کانت غیر صالحة قالت یا ویلها این تذهبون بها یسمع صوتها کل شئی الا الانسان ولو سمعها الانسان لصعق'' (ج۱ ص۱۸۴)

''وفیه ایضا باب التعوذ من عذاب القبر فی الکسوف حدثنا عبداللہ ابن مسلمة عن مالک عن یحیی ابن سعد عن عمرة بنت عبدالرحمن عن عائشة زوج النبی ﷺ ان یهودیة جاءت تسئلها فقالت لها عاذک اللہ من عذاب القبر فسالت عائشة رسول اللہ ﷺ ایعذب الناس فی قبورهم فقال عائذا باللہ من ذالک الخ ثم امرهم ان یتعوذوا من عذاب القبر'' (ج۱ ص۱۴۳)

''وفی عمدة القاری: تحت باب المیت یسمع خفق النعال ذکر مایستفاد منه فیه اثبات عذاب القبر وهو مذهب اهل السنة والجماعة وانکر ذالک ضرار بن عمرو وبشر المریسی واکثر المتاخرین من المعتزلة واحتجوا فی ذالک بقوله تعالٰی: لا یذوقون فیها الموت الا الموتة الاولی، ای لا یذوقون فی الجنة موتا سوی الموتة الاولٰی ولو صاروا احیاء فی قبورهم لذاقوا امرتین لا موتتا واحدة الخ، ولنا الخ، واذا ثبت التعذیب ثبت الاحیاء والمسئلة، لان کل من قال بعذاب القبر قال بهما ولنا ایضا احادیث صحیحة واخبار متواترة منها حدیث الباب ومنها حدیث ابی هریرة رضی اللہ عنہ''

''وفی الهدایة ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیاة فی قول العامة'' (ج۲ ص۵۰۴)

''وفی البنایة: ومن یعذب فی القبر یوضع فیه الحیاة هذا جواب عن سوال بان یقال ان قولکم الایلام لا یتحقق فی المیت یشکل بعذاب المیت فی القبر، فاجاب بقوله ومن یوضع الخ۔ فی قول العامة احترز به عن قول الکرامیة والصالحیة وهم قوم ینسبون الی ابی حسین الصالحی فانهم لایشترطون الحیاة شرطا لتعذیب المیت وعذاب القبر ثابت عند اهل السنة وان اختلفوا فی کیفیة فقال بعضهم یؤمن باهل العذاب ویسکت عن الکیفیة لان الواجب علینا تصدیق ماجاء فی السنة المشهورة وهو التعذیب بعد الموت وعند الموت وعند العامة یوضع فیه الحیوة لان الایلام لایکون بلاحیاة ولا علم'' (ج۶ ص۱۷۴)

''وفی فتح القدیر: ولذا کان الحق ان المیت المعذب فی قبره توضع فیه الحیاة بقدر مایحس بالالم والنبیة لیست بشرط عند اهل السنة حتی لو کان متفرق الاجزاء بحیث لا تتمیز الاجزاء بل هی مختلطة بالتراب فعذب جعلت الحیاة فی تلک الاجزاء التی لایأخذها البصر، وان اللہ علی ذالک لقدیر'' (ج۴ ص۲۶۰)

”وفی خلاصة الفتاوی لایجوز الصلوٰة خلف من ینکر شفاعة النبی ﷺ وینکر کرام الکاتبین وعذاب القبر،“ (خلاصۃ الفتاوی ج۱ ص ۱۴۸)

واللہ اعلم بالصواب...... اللہ نور عفی عنہ، دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی۔

حوالہ نمبر ۳، ۲۰۲۰-۲۹/محرم الحرام ۱۴۲۳ھ الجواب صحیح...... عبدالحمید ربانی.....۲۹/محرم ۱۴۲۳ھ

جواب (۳) از دارالافتاء جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاول پور

جوعقائد ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے ہیں ان میں سے کسی عقیدہ کا انکار یا تاویل باطل کرنا اس سے وہ شخص اہل السنت والجماعت سے خارج ہوجاتا ہے۔قبر کے متعلق اہل السنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قبر اسی زمینی گھڑے کو کہتے ہیں قرآن پاک کی کئی آیات بیسیوں احادیث مبارکہ اور فقہاء ومحدثین کے سینکڑوں اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں اور تمام اہل السنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عذاب وثواب قبر جسد عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے نہ کہ فقط روح کو یا روح اور جسد مثالی کو البتہ معتزلہ اور روافض یہ کہتے ہیں عذاب وثواب فقط روح کو ہوتا ہے۔

”کما فی فتح الباری ذهب ابن حزم وابن بصیرة انی ان السوال یقع علی الروح فقط وخالفهم الجمهور فقالو تعاد الروح الی الجسد او بعضه کما ثبت فی الحدیث ولو کان علی الروح فقط لم یکن للبدن بذالک اختصاص“ (خیر الفتاوی ج۱ ص۱۸۱)

علامہ نودی رحمہ اللہ شارح مسلم نے بھی اہل السنت کا یہی عقیدہ بتایا ہے کہ عذاب وثواب روح مع الجسد کو ہوتا ہے۔(خیر الفتاوی ج۱ ص۱۸۱) نیز شرح عقیدہ الطحاوی میں بھی اسی مذکورہ بالا عقیدہ کو اہل السنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ قرار دیا ہے۔ ج۱ ص ۱۸۲ علماء دیوبند کثر ہ اللہ سوادھم بھی اسی پر متفق ہیں۔اس عقیدہ کے خلاف کوئی اور عقیدہ فاسد کا علماء دیوبند کی طرف انتساب صریح بہتان اور ظلم عظیم ہے۔صورت مسؤلہ میں چونکہ مذکورہ امام کے عقائد اہل السنت علماء دیوبند کے خلاف ہیں اس لئے ایسا شخص اہل السنت والجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ایسے شخص کے پیچھے جونمازیں ادا کی گئی ہیں وہ واجب الاداہیں کمافی خیر الفتاوی۔ ملخصا (ج۲ ص۳۷۹)

واللہ اعلم بالصواب۔حررہ محمد یوسف الحسینی...دارالافتاء جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور

الجواب صحیح...... مفتی عطاء الرحمن جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور۔ ۲۳/صفر ۱۴۲۷ھ

احمد سفیان...... مفتی جامعہ دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور

مہر فتوی...... دارالافتاء جامعہ دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی بہاول پور

جواب (۴) از دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور ضلع رحیم یار خان

عذاب قبر برحق ہے قرآن کریم کی متعدد آیات بینہ سے اور آں حضرت ﷺ کی متعدد احادیث صحیحہ متواترہ سے قبر کی جزاء وسزاء یعنی ثواب وعذاب ثابت ہے اور اس کی حقانیت پر پوری امت کا اجماع ہے۔علماء اہل السنۃ والجماعۃ نے اس عقیدہ کو ضروریات دین میں سے شمار فرمایا ہے اور اس کو اہل السنۃ والجماعۃ کی علامت قرار دی ہے۔

اور قبر زمین کے اس حصہ کا نام ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے یہی قبر کا لغوی عرفی اور شرعی مفہوم ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ مثلاً: ”ولاتقم علی قبرہ۔ ۲ وما انت بمسمع من فی القبور۔ ۳

یئس الکفار من اصحب القبور۔ ۴ ثم اماته فاقبره، ۵۔ واذا القبور بعثرت، ۶۔ حتی زرتم المقابر، ۷۔ وان اللہ یبعث من فی القبور، وغیرھا من الآیات'' میں لفظ قبر، قبور، مقابر، کا اطلاق مردہ انسان کے مدفن پر کیا گیا ہے۔

اسی طرح بے شمار احادیث میں لفظ قبر کا استعمال مردہ انسان کے مدفن پر کیا گیا ہے۔ مثلاً:

۱...... ''عن سفیان التمار انه رای قبر النبی ﷺ مسنما'' (بخاری شریف ج۱ ص۱۸۶)

۲...... ''ولا تجعلوا قبری عیدا'' (بخاری شریف ج۱ ص۱۸۶)

۳...... ''لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجدا'' (بخاری ج۱ ص۱۸۶)

۴...... ''ان العبد اذا وضع قبره وتولی عنه اصحابه انه یسمع قرع نعالهم اتاه ملکان'' (بخاری ج۱ ص۱۸۳)

۵...... ''مر النبی ﷺ بقبرین یعذبان'' (بخاری ج۱ ص۱۸۲)

وغیرھا من الاحادیث میں قبر کا لفظ زمین کے اس حصہ پر بولا گیا ہے جس میں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے۔
اہل السنۃ والجماعت کے ہاں اسی قبر میں نکرین آتے ہیں اور اسی میں سوال وجواب ہوتا ہے اور اسی میں حساب وکتاب ہوتا ہے اور اسی قبر کو اعمال کے مطابق جنت کا باغ یا جہنم کا گڑھا بنایا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے کسی مردہ کو یہ حقیقی وشرعی قبر نصیب نہ ہو تو وہ جہاں ہے وہی اس کی قبر ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں ہی اس سے حساب لیتے ہیں۔ غرضیکہ قبر مردہ انسان کے لئے ظرف مکان ہے جبکہ برزخ اس کے لئے ظرف زمان ہے کیونکہ موت سے لے کر قیامت تک کے درمیانی وقت وزمانہ کا نام برزخ ہے باقی جس کسی نے زمان کی بجائے مکان کا امر بالخصوص علیین وسجین کا نام برزخ قرار دیا ہے وہ یقیناً غلط فہمی کا شکار ہوا ہے یا پھر علمی خیانت کرنے اور علمی دھوکہ دینے کے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ ''اعاذنا اللہ منه''

کتاب وسنت کے روشن دلائل کے مطابق تمام علماء اہل السنت والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عالم قبر وبرزخ میں سوال کے وقت روح کا جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور جزاء وسزاء کے لئے روح وجسد کا تعلق قائم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ جزاء وسزاء روح اور جسد دونوں کو ملتی ہے چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے ''انعقد الاجماع علیٰ ان عذاب القبر علی الروح والجسد'' (تفسیر مظہری ص۷۷)

اور علامہ نووی رحمہ اللہ نے صراحت فرمائی ہے کہ ''ثم المعذب عند اهل السنة والجماعة الجسد بعینه او بعضه بعد اعادة الروح الیه'' (شرح مسلم ج۲ ص۳۸۶)

اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''بل العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اهل السنة والجماعة'' (کتاب الروح ص۷۲، ۱۵۷) باقی جس کسی نے بھی اس جزاء سزاء کو روحانی فرمایا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ جزاء سزا صرف روح کو ہوتی ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس جزاء وسزاء میں روح اصل ہے اور جسد اس کے تابع ہے جیسا کہ عالم دنیا میں اس کے برعکس تھا۔

اور اس پر تمام علماء اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ قبر کی اس جزاء وسزا میں روح کے ساتھ شریک ہونے والا جسد عنصری ہوتا ہے نہ کہ جسد مثالی کیونکہ نیکی وبرائی کرنے میں روح کا شریک کار جسد عنصری ہی ہوتا ہے تو پھر اس کی بجائے جسد مثالی کو جزاء وسزاء دینا یقیناً عدل خداوندی کے خلاف ہوگا اسی بنیاد پر کسی عالم دین حق نے صراحت کے ساتھ جسد عنصری کی نفی نہیں کی یہاں تک کہ جسد مثالی کے قائلین بھی جسد عنصری سے تعلق کے قائل ہیں لہٰذا جسد مثالی کے لفظ کو دیکھ کر جسد عنصری کی نفی سمجھ لینا یقیناً کم علمی وکم فہمی ہے یا پھر علمی خیانت اور مذہبی دھوکہ نیز عقائد واعمال کے مطابق قبر کی

جزء سزاء ملنا قدرت الٰہیہ کے ساتھ قانون الٰہی بھی ہے کیونکہ مطیع کو جزاء دینا اور جرم کو سزا دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت بھی ہے اور اللہ کا قانون بھی چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ ''فمن یعمل مثقال ذرۃ خیر یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ'' نیز اس جزاء وسزا کا وقوع حتمی ودائمی ہے البتہ بعض اموات کی جزا وسزا کی رؤیت نبی ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ عالم قبر کی ساری کاروائی اپنے پیغمبر کو دکھادی تھی تو نفس ثواب وعذاب کا وقوع معجزہ نہ تھا بلکہ اس کا دکھادینا معجزہ تھا۔

اس تفصیل بالا کے مطابق جو شخص ارضی قبر کا انکار کرتا ہے یا قبر کی جزا وسزا میں جسد کو شریک نہیں مانتا یا اس میں جسد مثالی کو شریک بنا کر جسد عنصری کی شرکت کا انکار کرتا ہے اور یا اس جزاء وسزا کو قانون الٰہی ہونے کا منکر ہے تو وہ یقیناً اہل السنۃ والجماعت سے خارج ہے اس لئے کہ کسی عقیدہ کے حقیقی مفہوم کو تبدیل کرنا درحقیقت اس عقیدہ کا انکار کرنا ہی سمجھا جاتا ہے جس کو علماء شریعت زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں لہٰذا صورت استفتائیہ میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق عقیدہ رکھنے والا شخص یقیناً اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ شخص درحقیقت عذاب قبر کا منکر ہے اور خلاصۃ الفتاوٰی میں صراحت ہے کہ ''ولا یجوز الصلوۃ خلف من ینکر شفاعۃ النبی ﷺ وینکر الکرام الکاتب وعذاب القبر (خلاصۃ الفتاوٰی ج ۱ ص ۱۴۹) اور علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''ولا یجوز الصلوۃ خلف منکر الشفاعۃ والرؤیۃ وعذاب القبر'' (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۴۷)

عبد الستار عفی عنہ، مدرس وخادم دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعود خان پور۔ یکم محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

الجواب صواب...... حبیب الرحمن... خادم دار الافتاء جامعہ ھذا

مہر فتویٰ...... دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعود خان پور پاکستان

ھذا کذالک وانا مصدق لذالک ادریس آزاد عفی عنہ خادم التدریس جامعہ ھذا

جواب (۵) از دار الافتاء دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن وسنت سے ثابت علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ: قبر کا حقیقۃً اس گڑھے پر اطلاق ہوتا ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کا جسد عنصری رکھا جاتا ہے اور مجازی طور پر اس برزخی مقام پر بھی اطلاق ہوتا ہے جہاں میت یا اس کے اجزاء اصلیہ ہوں چاہے وہ درندوں یا پرندوں کا پیٹ ہو یا دریا کی گہرائی، یا آتش کدہ یا ہوا ہو اسی طرح اہل السنت والجماعت کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال اور وہاں پر ثواب وعذاب کا تعلق روح اور جسد عنصری دونوں کے ساتھ ہے اور قبر وبرزخ میں روح کا اعادہ جسم دنیوی یا اس کے اجزاء کی طرف ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل آیات واحادیث اور عبارات علماء حق ملاحظہ ہوں۔

آیات

۱...... ''ولا تقم علی قبرہ'' اور تو ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑا نہ ہو۔ (توبہ)

۲...... ''اذا بعثر ما فی القبور'' (جس وقت قبروں کے مردے نکالے جائیں گے۔ (العادیات)

۳...... ''کما یئس الکفار من اصحاب القبور'' جیسا کہ کافر اہل قبور کی حیات سے ناامید ہو چکے ہیں۔ (ممتحنہ)

احادیث

۱...... ''ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق نعالھم حین یولون مدبرین'' کہ میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے اس سے واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتی ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۷۸، مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

واضح رہے کہ میت جس قبر میں رکھی جاتی ہے اور دفن کرنے والے جب قبر سے واپس ہوتے ہیں تو وہ یہی حسی قبر اور گڑھا ہوتا ہے کیونکہ دفن کرنے والوں کی رسائی علیین اور سجین تک نہیں ہوتی۔

۲...... غزوہ احد میں ستر حضرات صحابہ کرام ﷡ شہید ہوگئے تو آں حضرت ﷺ نے ''کان یجمع الثلاثۃ والاثنین فی قبر واحد'' دو دو اور تین تین کو ایک قبر میں جمع کر کے دفن کیا۔ (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۶۵)

یہ قبریں بھی حسی تھیں کیونکہ ظاہری طور پر شہداء کو انہیں میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی طرح کثرت سے یہ لفظ احادیث میں آیا ہے جس کو بآسانی شمار کرنا بھی مشکل ہے اور جہاں بھی لفظ قبر یا قبور بولا جائے گا اس سے حقیقۃ شریعت میں یہی گڑھے مراد ہوں گے جن میں مردے دفن کئے جاتے ہیں اور جب تک انہیں میں رہتے ہیں اگرچہ ان کے ذرات ہی کیوں نہ ہوچکے ہوں۔

مرنے کے بعد جسد عنصری کی طرف اعادہ روح اور روح و جسد عنصری کے ساتھ سوال منکر و نکیر و ثواب و عذاب کے تعلق کے بارے میں احادیث وائمہ کرام کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

احادیث

۱...... حضرت براء بن عازب ﷜ روایت کرتے ہیں کہ ہم آں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ کے لئے نکلے اور قبرستان میں پہنچ گئے لیکن ابھی تک قبر تیار نہیں ہوئی تھی آپ بھی وہاں جلوہ افروز ہوئے اور ہم بھی آپ کے پاس بیٹھ گئے آپ نے (ایک طویل حدیث میں) مؤمن اور کافر کی وفات کا تذکرہ فرمایا اس میں مؤمن کے بارے میں یہ ارشاد بھی مذکور ہے کہ: ''حتی ینتھی بھا الی السماء السابعۃ فیقول اللہ تعالیٰ اکتبوا کتاب عبدی فی علیین واعیدوہ الی الارض فانی منھا خلقتھم وفیھا اعیدھم ومنھا اخرجھم تارۃ اخری فتعاد روحی فی جسدہ فیاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک الخ'' (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷)

ترجمہ: مؤمن کی روح کو پھر ساتویں آسمان پر پہنچا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے کا نام علیین میں درج کردو اور اس کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میں نے ان کو زمین سے پیدا کیا ہے اور اس میں ان کو لوٹاؤں گا اور اس سے دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ پس اس کی روح اس کے جسم کو لوٹائی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو بٹھلا کر من ربک الخ سے سوال کرتے ہیں۔

عبارات علماء

۱...... امام الائمہ حضرت ابوحنیفہ ﷫ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''واعادۃ الروح الی العبد فی قبرہ حق'' قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹایا جانا حق ہے۔ (فقہ الاکبر مع الشرح لعلی القاری ص ۱۲۰)

۲...... علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه" پھر اہل السنت کے نزدیک روح کے ساتھ ساتھ بعینہ جسد عنصری یا اس کے اجزاء کو بھی سزا دی جاتی ہے۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۵)

۳...... حافظ ابن القیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "ان مذهب سلف الامة وائمتنا ان الميت اذا مات يكون في نعيم او عذاب وان ذالك يحصل لروحه وبدنه" بلاشبہ امت کے سلف اور ہمارے ائمہ کا یہ مذہب ہے کہ جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی ہے تو وہ راحت اور عذاب میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ راحت و تکلیف اس کی روح اور بدن دونوں کو حاصل ہوتی ہے۔ (کتاب الروح ص ۶۳)

۴...... علم عقائد کے امام صدر الدین الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "وکذالک عذاب القبر يكون للنفس والبدن جميعا باتفاق اهل السنة والجماعة" اور اسی طرح اہل السنت والجماعت کے اتفاق سے عذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ (شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۳۰) (مستفاد من تسکین الصدور با حوال الموتی والقبور)

ان تمام تفصیلات سے واضح ہوا کہ سوال میں ذکر کردہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علماء اہل سنت والجماعت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہٰذا ان کو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی صحیح العقیدہ شخص کو امام بنانا چاہئے البتہ جو نمازیں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔

"وفي غنية المتملي! وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمة كراهة تحريم ويكره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد والمراد بالمبتدع من يعتقد شئيا على خلاف ما يعتقده اهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذا لم يكن ما يعتقده يؤدى الى الكفر عند اهل السنة" (ص ۵۱۴)

واللہ اعلم بالصواب...... محمد مصدق عفی عنہ دار الافتاء دار العلوم کراچی نمبر ۱۴...... ۱۴/صفر ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح...... افقر محمود اشرف عفی عنہ...... ۱۵/صفر ۱۴۲۳ھ، نائب مفتی دار العلوم کراچی نمبر ۱۴۔

الجواب صحیح...... محمد عبد الستار عفی عنہ، نائب مفتی دار العلوم کراچی نمبر ۱۴...... ۱۵/صفر ۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ...... دار الافتاء، فتویٰ نمبر ۴۷/ ۵۳...... مورخہ ۱۷/صفر ۱۴۲۳ھ جامعہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴۔

جواب (۶) از دار الافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً!

واضح رہے کہ اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور اسی قبر (مٹی کی ڈھیری) ہی میں ہوگا اور روح مع الجسد عنصری کو ہوگا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے۔ لہٰذا اس کی مخالفت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے۔ صورت مسؤل عنہا عقائد میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہیں۔ لہٰذا ایسے امام کے لئے تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے جو نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں۔

''ثم اماته فاقبره'' (عبس:۲۱) ''ای جعله اذا قبر تورای فیه جیفة تکرمة له ولم یجعله مطروحا علی الارض من یراه له تقسمه السباع والطیر اذ ظفرت به کسائر الحیوان والمراد من جعله اذا قبر امره عز وجل بدفنه یقال قبر المیت اذا دفنه بیده'' (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۴۲)

''عن الادرع السلمی قال جئت لیة احرس النبی ﷺ فاذا رجل قراته عالیة فخرج النبی ﷺ فقلت یا رسول اللہ ھذا مراء قال فمات بالمدینة ففرغوا من جهازه حملوا انعشه فقال النبی ﷺ اوفقوا به وفق اللہ به انه کان یحب اللہ ورسوله قال وحفر حفرة فقال اوسعوله اوسع اللہ علیه فقال بعض اصحابه یا رسول اللہ لقد حزنت علیه فقال اجل کان یحب اللہ ورسوله'' (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱۳)

''واذا القبور بعثرت'' (انفطار:۴) ''قلت ترابها الذی حشی علی موتاها واخرج من دفن فیها علی مافسر به غیر واحد۔ واصل البعثرة علی ماقیل تبدید التراب ونحوه وعن ھشام ابن عامر قال جاءت الانصار الی رسول اللہ ﷺ یوم احد فقالوا اصابنا حرج وجهد فکیف تامرنا قال احفروا اوسعوا وجعلوا لرجلین والثلاثه فی القبر قیل فنهم یقدم قال اکثرھم قرانا قال اصیب الی یومئیذ عامر بین اثنین او قال واحدا بذل المجهود علی حل ابی داؤد'' (ج ۱ ص ۲۱۰)

''ویحفر القبر ویلحد ویدخل من قبل القبلة ویسوی البن علیه والقصب ویسجی قبرھا لا قبره ویهال التراب الیه البحر الرائق'' (ج ۲ ص ۳۳۹)

''ویلحد ویدخل المیت مما یلی القبلة فاذا وضع فی لحده یقول واضعه بسم اللہ وعلی ملت رسول اللہ ﷺ ویوجه القبلة ویسوی البن علی اللحد ویسجی قبرا لمراة بثوب ولا یسجی قبر الرجل ثم یهال التراب ویسنم القبر ولا یسطح بالشق'' (ج ۱ ص ۱۶۵)

''سنعذب مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم'' (توبہ:۱۰۱)

''اخرج ابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط وغیرھا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ ﷺ یوم الجمعة خطیبا فقال قم یا فلاں فاخرج فانک منافق اخرج یا فلاں فانک منافق فاخرجهم باسمائهم ففضحهم ولم یک عمر ابن الخطاب، شهد تلک الجمعة لحافة کانت له فلقیهم وھم یتخرجون من المسجد فاکتباء منهم استحیا انه لم یشهد الجمعة وظن ان الناس قد انصرفوا واختبائو اللہ تعالی المنافقین الیوم فهذا العذاب الاول والعذاب الثانی عذاب القبر وعن حسن ان العذاب العذاب الاول اخذ الزکوة والثانی عذاب القبر وعن ابن اسحاق ان اول غیظهم من اھل الاسلام والثاننی عذاب القبر''

(تفسیر روح المعانی ج ۶ ص ۱۱)

''یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة'' (ابراہیم:۲۷)

''عن ابن سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول فی ھذه الایة یثبت اللہ الخ۔ المراد من لفظ الآخرة ھو القبر وعلی ھذا فالمراد بالحیاة الدنیا مدة الحیاة والی ذالک ذھب الجمهور العلماء واختاره الطبری نعم اختاره بعضهم ان الحیاة الدنیا مدة حیاتهم والآخرة'' (تفسیر روح المعانی ج ۷ ص ۲۱۷)

"قال اللہ تعالیٰ وان من شئی الا یسبح بحمدہ الآیہ۔ واما سمیتہا جمادا وامواتا فانما ھی بالنسبۃ الی الحیوۃ الحاصلۃ ان مستلزم لاعادۃ الروح انما ھو الحیاۃ الکاملۃ واما ادلک الالم واللذۃ فیمکن ان یحصل بادنی تعلق للروح بالبدن سواء کان الروح فوق السماء السابعۃ او محبوسا فی سجین وشبھوا ھذا لتعلق بوقوع شعاع الشمس من السماء الرابعۃ علی الارض ان الحیاۃ التی للمیت لیست کحیوۃ غیرہ باعادۃ الروح فی الجسد اعادۃ کاملۃ وحاصل الکلام۔ ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر" (البرزخ ص ۲۱۲)

"وعن عائشۃ ان رسول اللہ ﷺ قال کسع عظم المیت ککسرہ حیا" (مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۱۴۹)

"وعن عثمان رضی اللہ عنہ انہ کان اذا وقف علیٰ قبرہ بکی حتی یبل لحییتہ فقیل لہ تذکر الجنت والنار فلا تبکی وتبکی من ھذا فقال ان رسول اللہ ﷺ قال ان القبر اول منزل من منازل الآخرۃ فان نجی منہ فما بعدہ ایسر منہ وان لم ینج منہ وما بعدہ اشد منہ قال عثمان رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ (ما رائیت منظرا قط الا والقبر افضع منہ" (وراہ ابن ماجہ والترمذی مشکوۃ المصابیح ج ۱ ص ۲۶)

"وعن عباس رضی اللہ عنہ قال مر النبی ﷺ علیٰ قبرین فقال انھما لیعذبان وما یعذبان من کبیر ثم قال بلیٰ اما احدھما فکان یسعٰی بالنمیمۃ واما احدھما فکان لایستتر من بولہ واثم اخذ عودا مطبا فکسرہ باثنین ثم غرز کل واحد منھما علیٰ قبر ثم قال لعلہ یخفف عن ھما مالم ییبسا عن انس بن مالک انہ حدثھم ان رسول اللہ ﷺ قال ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولیٰ عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعدانہ یقولان ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد فاما المؤمن فیقول اشھد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال لہ انظر الیٰ مقعدک من النار قد ابدلک اللہ بہ مقعدا من الجنت فیراھما جمیعا قال قتادۃ وذکر لنا انہ یفسع لہ فی قبرہ ثم رجع الیٰ رجع الیٰ حدیث انس قال والمنافق او الکافر فیقال لہ کنت تقول فی ھذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس لا دریت ولا تلیت ویضرب بمطارق من حدید ضربتا فصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین" (بخاری ج ۱ ص ۱۸۴)

"اللھم انی اعوذبک من عذاب جھنم واعوذبک من عذاب القبر" (ابوداؤد ج ۱ ص ۲۱۵)

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ مر رسول اللہ بقبور المدینۃ فاقبل علیھم بوجھہ فقال السلام علیکم یا احل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر" (ترمذی ج ۱ ص ۱۸۵)

"اللھم انی اعوذبک من عذاب القبر ومن عذاب النار" (بخاری ج ۱ ص ۱۸۳)

"قال سمعت ام خالد بنت خالد ولم یسمع احدا فسمع من النبی ﷺ غیرھا قالت قال یتعوذ من عذاب القبر" (بخاری ج ۱ ص ۹۴۲)

"وعن براء بن عازب عن رسول اللہ ﷺ قال یاتیہ ملکان فیجلسانہ فیقولان لہ من ربک فیقول اللہ فیقولان لہ مادینک فیقول دین الاسلام فیقولان ما ھٰذا الرجل الذی بعث فیکم فیقول ھو رسول اللہ ﷺ فیقولان لہ ومایدریک فیقول قرات کتاب اللہ فامنت بہ وصدقت فذالک قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت۔ قال فینادی مناد من السماء ان صدق عبدی فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ وافتحوا

له بابا الی الجنة فیضح قال فیاتیه من روحها ویفسح له فیها من بصره واما الکافر فذکر موته قال ویعاد حدوده فی جسده ویاتیه ملکان فیجلسانه فیقولان من ربک فیقول هاه هاه لاادری فیقولان له مادینک فیقول هاه هاه لا دری فیقولان ماهذاالرجل بعث فیکم فیقولها هاه لادری ینادی مناد من السماء ان کذب فافرشوه من النار البسوه من النار وفتحوله بابا الی النار قال فیاتیه من حرها وسمومها قال ویضیق علیه قبر حتی یختلف فی اضلاعه ثم یقیض له اعمی اصم معه مرزبة من الحدید لو ضرب بها جبل صار ترابا فیضربه بها ضربة یسمعها مابین المشرق والمغرب الا الثقلین فیصیر ترابا ثم تعاد فیه الروح'' (مشکوۃ ج ۱ ص ۴۲۶)

''واعلم ان النیة روح والعبادة جسدا ولا حیاة للجسد بدون الروح والروح لها حیاة بعد مفارقة البدن ولا کن لایظهر آثار الحیاة کاملة بدونه۔ حجة اللہ البالغة'' (ج ۲ ص ۱۸۳)

''یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی اللہ بقوم یحبهم ویحبونه۔ اذلة علی المؤمنین اعزة علی الکافرین'' (مائدہ: ۵۳)

''ومن یرتد منکم عن دینه فیمت وهو کافر فاؤلئک حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرة۔ واؤلئک اصحاب النار هم فیها خالدون۔'' (البقرہ: ۲۱۷)

''و زله علیہ السلام من بدل دینه فاقتلوه وکفر بانکار رویة اللہ عزوجل بعد دخول الجنت وبانکاره عذاب القبر البحر الرائق'' (ج ۵ ص ۲۰۶)

واللہ اعلم بالصواب...... کتبہ لطیف اللہ عاصمی

متعلم تخصص فی الفقہ الاسلامی ۔ دارالافتاء جامعہ العربیہ احسن العلوم مہر فتویٰ ۸۸۵

الجواب صحیح ...... زرولی خان عفی عنہ، خادم الافتاء والحدیث والتفسیر بالجامعہ العربیۃ احسن العلوم بلاک نمبر ۲ گلشن اقبال کراچی پاکستان

جواب (۷) از دارالافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم صادق آباد

اکابر علمائے دیو بند سمیت جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں عذاب وثواب کا تعلق روح وجسد دونوں سے ہے میت سے جب قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے تو روح بدن میں لوٹا دی جاتی ہے جس سے ایک گونہ حیات حاصل ہوجاتی ہے۔ یہ حیاۃ مطلقہ نہیں ہوتی مثل حیاۃ دنیویہ کے بلکہ اس قدر ہوتی ہے کہ وہ شخص لذت وراحت اور مشقت وکلفت کا ادراک کر سکے اور جسد سے مراد جسد عنصری ہی ہے خواہ وہ قبر میں مدفون ہو یا اس کے اجزاء متفرق ومنتشر ہوجائیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں وہ ہر حالت میں ثواب وعذاب دینے پر قادر ہے جسم مثالی کا ذکر بھی اسلاف کی عبارتوں میں بکثرت موجود ہے مگر اس سے جسد عنصری کے تعلق وتاثر کی نفی نہیں ہوتی یہ امکان از روئے عقل ونقل کچھ مستبعد نہیں کہ روح کو جسم مثالی عطاء کیا جائے اور ثواب وعذاب روح اور اس کے جسم مثالی کو ہو لیکن جسد عنصری (جہاں ہو جس کیفیت میں ہو) اس میں شریک رہے اس توجیہ سے تمام روایات وعبارات جمع ہوجاتی ہیں یہ کہنا قطعی غلط اور مسلک جمہور سے انحراف ہے کہ جسد عنصری کا اپنی روح سے کوئی علاقہ وتعلق نہیں ہوتا نہ رنج وراحت کا اسے احساس ہوتا ہے۔ اب اکابر امت کی چند تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ صدر الدین ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب شرح العقیدہ الطحاویہ میں لکھتے ہیں ''ولیس السوال فی القبر للروح وحدھا کما قال ابن حزم وغیرہ وافسدمنہ قول من قال انہ للبدن بلا روح والاحادیث الصحیحۃ ترد القولین وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعا باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ تنعم النفس وتعذب مفردۃ عن البدن ومتصلۃ بہ، واعلم ان عذاب القبر ھو عذاب البرزخ فکل من مات وھو مستحق العذاب نصیبہ منہ قبرا ولم یقبر اکلتہ السباع او احترق حتی صار رمادا ونسف فی الھواء او صلب او غرق فی البحر وصل الی روحہ وبدنہ من العذاب مایصل الی المقبور'' (ص۳۸۹)

شارح شرح العقائد علامہ عبدالعزیز الفرہاروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ''ان الاحادیث الصحیحۃ ناطقہ بان الروح یعاد فی الجسد عند السوال فالجواب بانکار الاعادۃ غیر موجہ'' (النبراس ص ۳۲۲)

علامہ سید محمود الآلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ''والجمھور علی عود الروح الی الجسد او بعضہ وقت السوال علی وجہ لا یحس بہ اھل الدنیا الا من شئیا اللہ تعالیٰ منھم'' (روح المعانی ج ۲۲ ص ۵۷)

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''ثم السوال عندی یکون بالجسد مع الروح کا شار الیہ صاحب الھدیاۃ فی الایمان'' (فیض الباری ج ۱ ص ۱۸۰)

''ولا بعد فی تعذیب الجسد بعد تمزقہ فانہ یبنی علی عدم الشعور فی الجمادات وھو فی حیز الخفاء ایضا'' (ص ۱۸۶)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ ''بدن اول را از حصول احکام برزخ چارہ نبود از عذاب وثواب قبر گزر'' (مکتوبات دفتر اول ص ۱۶)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ''اسی طرح بلاشبہ مرنے کے بعد اجزائے بدن سے بھی روح کا تعلق رہتا ہے گو نیکوں کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور بدوں کی سجین میں لیکن روحوں کا روحانی تعلق ابدان کے ذرات کے ساتھ رہنا ضروری ہے خواہ کسی کو قبر میں دفن کریں خواہ جلا دیں خواہ ڈوب جائے۔ ذرے ذرے کے ساتھ روح کا تعلق (بالاتر از فہم) رہتا ہے۔'' (المصالح العقلیہ سوم ص ۳۲۷)

حضرت مولانا سرفراز خان رحمہ اللہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی مختلف عبارات نقل کر کے لکھتے ہیں ان تمام عبارات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ قبر میں عذاب وراحت کے سلسلہ میں بدن مثالی سے تعلق ہوتے ہوئے بھی بدن مادی اور عنصری کے ذرے ذرے سے روح کا تعلق ہوتا ہے۔ اس حد تک بدن مادی اور عنصری سے تعلق تسلیم کر چکنے کے بعد عذاب وراحت کا تعلق بدن مثالی سے بھی ہو تو اس سے کسی نص یا جمہور کے مسلک پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ (تسکین الصدور ص ۳۱)

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ''اور روح انسانی جسم خاکی کی طرف عود کرتی ہے تو دو فرشتے منکر ونکیر بحکم خداوندی قبر میں آکر سوال کرتے ہیں۔ (عقائد الاسلام ص ۵۹)

فقیہ العصر حضرت اقدس مفتی رشید احمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔ ''مگر صحیح یہ ہے کہ جسم مادی ہی میں روح کا اعادہ ہوتا ہے مگر اسے ہم معلوم نہیں کر سکتے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۴)

دیگر اردو فتاویٰ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے ملاحظہ ہو۔ فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۱۱۰، خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۰، آپ کے مسائل ج ۱ ص ۳۰۷۔ یہ چند عبارات بطور نمونہ ہم نے نقل کر دیں ورنہ معمولی جستجو سے درجنوں عبارات پیش کی جاسکتی ہیں ان سے یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ قبر میں پیش آنے والے معاملات کا تعلق مجموعہ روح وجسد سے ہے۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اسے با اختیار خود امام مقرر کرنا جائز نہیں امام ایسا شخص ہونا چاہئے جو صحت عقیدہ کے ساتھ ساتھ اپنے علم وعمل اور ورع اور تقویٰ میں پوری جماعت سے فائق ہو کما جاء فی الحدیث۔ تاہم پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! محمد ابراہیم مدرسہ فاروقیہ صادق آباد یکم / صفر ۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ۔۔۔ دار الافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم علامہ اقبال روڈ الفلاح ٹاؤن صادق آباد

جواب (۸) از دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی، ملتان

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال شخص مذکور ضال ومضل اور خارج از اہل السنت والجماعت ہے۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اکابر دیوبند کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اس شخص کو امامت سے فوراً ہٹا دیا جائے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ اب تک جو نمازیں بے خبری میں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہ منظور احمد...... ۶ / ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ / ۱۹ / مئی ۲۰۰۲ء

مفتی جامعہ قاسم العلوم ملتان پاکستان مہر فتویٰ...... دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

جواب (۹) از دار الافتاء دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر مفرد ہے اس کی جمع قبور ہے عرفاً اور شرعاً بر اس گڑھے کو کہا جاتا ہے جہاں موت کے بعد میت کو دفن کیا جاتا ہے۔ قرآن وسنت سے یہی ثابت ہے قبر کا تعلق نہ علیین کے ساتھ ہے اور نہ ہی اس کا محل وقوع سجین ہے۔ لہٰذا کوئی شخص امت کے متفقہ مسئلہ عذاب قبر ونعیمہ کا بالکل انکار کرتا ہے تو وہ شخص متعدد آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ علامہ ابن العربی لکھتے ہیں۔ ''وقد تواترت الاخبار عن رسول اللہ ﷺ فی ثبوت عذاب القبر ونعیمہ فیجب اعتقاد ثبوت ذالک والایمان بہ'' (شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۹۹)

اور اہل السنت کے ہاں عذاب وثواب قبر روح اور جسد دونوں کو ہوتا ہے چنانچہ ابن ابی العربی فرماتے ہیں۔ ''وکذالک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعا باتفاق اھل السنۃ والجماعۃ'' (ایضاً ص ۴۰۰)

اگر کوئی شخص ثواب وعذاب قبر کا بالکل انکار تو نہیں کرتا لیکن وہ غلط تاویلات کرتا ہے تو یہ شخص بدعتی وگمراہ ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ آئندہ مکمل احتیاط کی جائے البتہ سابقہ نمازوں کا اعادہ مستحب ہے واجب نہیں ہے۔ اس کی بجائے صالح اور صحیح العقیدہ شخص کو امام مقرر کیا جائے۔

''وفی الدر کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تعاد ای وجوبا فی الوقت وام ابعدہ فندبا''

(درمختار ج ۱ ص ۵۲۵)

''وفی الهندية قال المرغينانی تجوز الصلوة خلف صاحب بدعة ولا يجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمتشبة ومن يقول بخلق القرآن واحاصله ان كان هوی لا يكفر به صاحبه يجوز الصلوة خلفه مع الكراهة والافلا'' (عالمگیری ج ۱ ص ۸۴)

حضرات صوفیاء کرام کے قول سے غلطی نہیں کھانی چاہئے ان کا یہ فرمان کہ روح کو بدن مثالی دیا جاتا ہے۔ جس پر سوال و جواب و راحت و عذاب ہوتا ہے کیونکہ وہ یہ نہیں فرماتے کہ بدن مادی اور عنصری کا اس سوال و جواب و راحت و عذاب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ حضرات صوفیاء کرام کا یہ نظریہ ہے کہ بدن مثالی کے ساتھ بدن عنصری و مادی بھی اس کاروائی میں برابر کا شریک ہوتا ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح فرمائی ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ غرض روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے انسان میت سے کلام کرسکتا ہے ارواح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔

پس یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ بجز اس گمراہ فرقے کے جو نفی بقائے روح کرتا ہے۔ چند سطور بعد لکھتے ہیں ایسا ہی روح کا تعلق باوجود علیین و سجین کے تعلق کے بدن کے ساتھ بھی اور ضرور ہے مگر اس دنیا کی آنکھیں محسوس نہیں کرسکتیں کیونکہ عالم غیب کے اسرار کو دنیا دار کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (المصالح العقلیہ لاحکام النقلیہ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

لہٰذا یہ کہنا کہ راحت یا عذاب صرف جسد مثالی کو ہوتا ہے جسد عنصری سے اس کا کوئی تعلق نہیں یا یہ کہ عذاب و راحت یعنی قبر کا تعلق علیین یا سجین سے ہے حفرہ ارضی سے نہیں ہے یہ گمراہی ہے قرآن و سنت کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے۔ قبر کا محل وقوع زمین ہے۔

آیت (۱)۔ ''واذا القبور بعثرت'' (انفطار:۹)

آیت (۲)۔ ''ثم اماته فاقبره'' (العادیات)

آیت (۳)۔ ''افلا يعلم اذا بعثر ما فی القبور'' (العادیات)

آیت (۴)۔ ''ولا تقم علیٰ قبره'' (توبہ)

مذکورہ آیات سے واضح ہوا کہ قبر اسی حفرہ ارضیہ کا نام ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ملا ''ولا تقم علیٰ قبره انهم كفروا بالله'' ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ سجین میں تو نہ گئے تھے کہ آپ کو منع کیا گیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حفرہ ارضی پر تشریف لے گئے تھے جہاں سے آپ کو منع کیا گیا۔

مزید توضیح کے لئے چند احادیث

۱...... ''عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال انهما ليعذبان وما يعذبان فی كبير اما احدهما فكان لا يستنزه من البول الخ'' (بخاری ج ۱ ص ۳۵، مسلم ج ۱ ص ۱۴۱، مشکوۃ ج ۱ ص ۴۲)

۲...... ''عن زيد بن ثابت قال بينا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علیٰ بغلة له ونحن معه اذا حادت به فكادت تلقيه واذا اقبر ستة او خمسة فقال من يعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا الخ''

(مسلم ج ۲ ص ۳۸۶، مشکوۃ ج ۱ ص ۲۵)

ہر صاحب فہم جانتا اور مانتا ہے کہ بنونجار کا باغ سجین میں نہ تھا اور نہ ہی آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ سجین میں گئے تھے اور نہ ہی بغلہ سجین میں پہنچا اور ڈر گیا۔

۳...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث مروی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں۔ ''ویضرب بمطارق من حدید ضربة فیصیح صیحة یسمعها من یلیه غیر الثقلین متفق علیه و لفظه للبخاری'' (مشکوۃ ج ۱ ص ۲۵)

یعنی جن وانس کے علاوہ اس معذب اور مضروب بمطارق من حدید کی چیخ و پکار تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں تو کیا غیر ثقلین سجین میں رہتے ہیں یا اسی حفرہ ارضیہ کے قریب چرتے پھرتے ہیں۔

۴...... حدیث ابوہریرہ طویل روایت ہے جس میں مجرموں اور بدکردار لوگوں کے بارہ میں حکم ہوتا ہے۔ ''فیقال للارض التئمی علیه فتلتئم علیه فتختلف اضلاعه فلایزال فیها معذبا حتی یبعثه اللہ من مضجعه ذالک'' (رواہ الترمذی ج ۱ ص ۱۲۷، مشکوۃ ج ۱ ص ۲۵)

مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ قبر نام ہے اسی حفرہ ارضی کا جزاء وسزاء کا محل یہی زمینی گڑھا ہے علیین وسجین کا قول کرنا خلاف عقل ونقل ہے یہی نظریہ ہے اہل حق طائفہ منصورہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا اس کے خلاف نظریہ رکھنا گمراہی اور زندقہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

کتبہ...... حامد حسن، دارالعلوم کبیر والا...... ۲۲ ر رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ...... دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا ضلع خانیوال ۴۶ / ۱۳۵۴۴

جواب (۱۰) از دارالافتاء جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور صدر

الجواب وہو الموفق للصواب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد انسان جہاں ہوتا ہے وہ اس کا قبر ہے اسے ابتداء جزاء وسزاء اسی قبر میں ملتی ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔

''قوله تعالٰی النار یعرضون علیها غدوا وعشیا، ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب'' (مؤمن:۴۶)

''وقوله تعالٰی ولنذیقنهم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر'' احادیث میں مردے سے سوال وجواب اور عاصی کو عذاب وغیرہ کا ذکر ہے۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ ''فیقول المؤمن ربی اللہ و دینی الاسلام و نبی محمد ﷺ ویقول الکافر هاه هاه لا ادری و قال علیه السلام ان القبر روضه من ریاض الجنة او حفرة من حفر نیران'' (ترمذی، طبرانی)

''و قال علیه السلام ان القبر اول منازل الآخرة فان نجا منه فما بعده ایسر منه و ان لم ینج منه فما بعده اشد منه'' (ترمذی، نسائی)

اور فقہ اکبر میں ہے ''و اعادة الروح الی العبد فی قبره حق و ضغطة القبر حق و عذابه حق۔''

امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل السنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اس کی امامت مکروہ ہے۔

''کما فی الدر المختار ویکرہ امامة عبد... وفاسق او عمی الا ان یکون اعلم القوم ومبتدع ای صاحب بدعة وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعانذة بل بنوع شبھة'' (درمختار ج ۱ ص ۵۶۰)

جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کا اعادہ واجب نہیں۔ فقط واللہ اعلم!

بندہ سبحان اللہ غفرلہ، دار الافتاء جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور صدر

۱۳/صفر ۱۴۲۳ھ/ ۲۷/اپریل ۲۰۰۲ء

الجواب صحیح...... محمد حسن جان مہر فتویٰ...... دار الافتاء جامعہ دار العلوم الاسلامیہ پشاور صدر۔

جواب (۱۱) از دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱...... عذاب قبر کی جو تفصیل امام موصوف نے بیان کی ہے وہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے کیونکہ تمام اہل سنت اہل حق اعادہ روح اور تعلق روح بجسد عنصری کے قائل ہیں جیسا کہ آئندہ حوالوں سے معلوم ہوگا۔

۲...... نبی کریم ﷺ نے علیین اور سجین کی زیارۃ اور سلام کے متعلق نہیں فرمایا بلکہ اسی زمینی قبر کی زیارۃ اور انہی اصحاب قبور کو سلام کرنے کا ارشاد فرمایا جیسا کہ تمام کتب حدیث میں مصرح ہے۔ (باب زیارۃ القبور مشکوۃ)

۳...... اسی زمینی قبر کو آپ ﷺ نے جنت کی کیاری یا جہنم کا گڑھا قرار دیا۔ ''ان القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران راہ الترمذی''

۱...... حیات میت کے بارے میں ملا علی قاری حنفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ تمام اہل حق (اہل سنت) کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کو قبر میں اتنی حیات ضرور حاصل ہوتی ہے کہ جس سے وہ قبر کی راحت اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔

''واعلم ان اھل احق اتفقوا علی ان اللہ تعالٰی یخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر ما یتالم ویتلذذ الخ'' (شرح فقہ اکبر ص ۸۰)

۲...... علم کلام کی مشہور کتاب خیالی کے حاشیہ خلاصہ ایوبی میں ہے کہ قبر میں میت زندہ ہوتا ہے اور عذاب وراحت اسی کو ہوتی ہے یعنی روح مع الجسد اور اس اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا (جیسا کہ مذکورہ مولوی صاحب کا ہے) معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے۔ (جو کہ یقیناً اہل سنت والجماعت سے خروج ہے) عبارت ملاحظہ ہو۔

''اعلم اولا ان المذاھب فی ھذا المقام ثلاثه الاول المیت حی فی قبرہ فیعذب وھذا ھو مذھب اھل السنة والحق والثانی جماد لایعذب ولایدرک العذاب وھذا ھو مذھب جمھور المعتزلة والروافض، والثالث انه جماد یعذب وھذا مذھب الصالحیة من المعتزلة ومذھب ابن جریر ومذھب طائفة من الکرامیة'' خلاصہ الایوبی علی الخیالی ص ۱۱۸ ایک سوال کے جواب میں امام المحدثین سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

سوال: انسان را بعد الموت ادراک وشعور باقی ماند وزائران خود را مے شناسد سلام وکلام ایشاں را مے شنود یا نہ؟

جواب: انسان را بعد الموت ادراک باقی میماند براین معنی شرع شریف وقواعد فلسفی اجماع دارند۔ اما در شرع شریف پس عذاب قبر وتنعیم القبر بتواتر ثابت است وتفصیل آن دفتر طویل میخواہد در کتاب شرح الصدور فی

احوال الموتی والقبور کہ تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی است و دیگر کتب حدیث باید دید و در کتب کلامیہ اثبات عذاب قبر مینمایند حتی کہ بعض اہل کلام منکر آند کا فرمیداند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور ممتنع اند شد (الی ان قال) و بالجملہ انکار شعور و ادراک الموت اگر کفر نباشد در الحاد بودن او شبہ نیست الخ۔ (فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۹۳)

۴...... محدث کبیر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبر کا عذاب روح مع الجسد کو ہوتا ہے اور اہل سنت والجماعت اس کے قائل ہیں۔ ''ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه'' (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶)

۵...... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس پر اہل سنت کا اتفاق نقل فرماتے ہیں۔ ''ومحله الروح والبدن جميعا باتفاق اهل السنة'' (شرح الصدور ص ۷۶)

۶...... امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعادہ روح اور عذاب قبر روح مع الجسد پر اہل سنت کا اتفاق نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ (کتاب الروح ص ۷۵)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اہل حق اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ ہے کہ قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے اور روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہوتا ہے اور روح میت میں لوٹائی جاتی ہے جس سے وہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت سے اس کو کوئی تعلق ہے بلکہ وہ معتزلی اور کرامیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے آپ کو دیوبندی اور اہل سنت ظاہر کرتا ہے۔ بنابریں اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ جن لوگوں کو امام کے عزل ونصب کا اختیار دیا ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی اور جو نمازیں اب تک پڑھ چکے ہیں ان کی قضا لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب! کتبہ... شیر محمد عفی عنہ، خادم دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۲۲ھ

مفتی حمید اللہ جان عفی عنہ مہر فتوی...... رئیس دارالافتاء جامعہ اشرفیہ... شارع فیروز پور لاہور

جواب (۱۲) از دارالافتاء مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

اس بارے میں ''تسکین الصدور'' بغور مطالعہ کریں اس میں تمام سوالات واشکالات دفع ہوجائیں گے اور اصلیت وقطعیت عیاں ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز! فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ابوعرباض محمد اقبال عفی عنہ، ۲۳ رمحرم الحرام ۱۴۲۳ھ/ ۷ راپریل ۲۰۰۲ء نصرت العلوم گوجرانوالہ

مہر فتوی...... دارالافتاء مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ۔ پاکستان

جواب (۱۳) از دارالافتاء جامعہ احیاء العلوم چوک ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان

الجواب وھو الموفق للصواب: اہل سنت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ قبر ارضی میں جو جسد عنصری مدفون ہے اس کے ساتھ روح کا تعلق ہوتا ہے جس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے بنابریں قبر ارضی میں تنعیم وتعذیب کا سلسلہ جاری رہتا ہے حوالہ کے لئے دیکھیں۔

(مشکوۃ باب اثبات عذاب القبر ص ۲۵، ''واذا اقبر ستة او خمسة الخ'' باب آداب الخلاء، ص ۴۲ مر النبی ﷺ بقبرین الخ۔ باب البکاء علی المیت ص ۱۴۹، لاتوذ صاحب ھذہ القبر، باب البکاء والخوف ص ۴۵۷، انا بیت التراب الخ)

احادیث کے ان سب مقامات میں قبر سے مراد یہی ارضی قبر ہے۔ علاوہ ازیں فقہ اور عقائد کی کتب میں یہی عقیدہ مبرہن ہے۔ پیش امام صاحب کا عقیدہ مذکورہ فی السوال معتزلہ والا ہے بنا بریں اس کو امام بنانا جائز نہیں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔ خاکسار...... منظور احمد نعمانی، خادم مدرسہ احیاء العلوم ظاہر پیر

جواب (۱۴) از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ پشاور

الجواب وباللہ التوفیق

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه'' (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۶) جو شخص بھی عذاب وراحت فقط روح کے ساتھ متعلق مانتا ہو وہ اہل سنت والجماعت سے نہیں۔ مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

''ويكره امامة عبد الخ، وفاسق الخ، ومبتدع الخ، صاحب البدعة وهى اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة'' (درمختار ج ۱ ص ۵۶۰)

واللہ اعلم بالصواب! محمد حسین ذاکر، دار الافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی

الجیب مصیب...... محمد ادریس عفی عنہ مہر فتویٰ...... دار الافتاء فتویٰ نمبر ۱۱ جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ

جواب (۱۵) از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا لودھراں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملہم الصواب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں مردے کو راحت وعذاب ہوتا ہے اور قبر اسی گڑھے کا نام ہے جو زمین پر بنایا جاتا ہے۔

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مر النبی ﷺ بقبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان فى كبر... ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين ثم غرز فى كل قبر واحدة'' (مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۴۲)

آپ ﷺ جس قبر کے پاس سے گزرے تھے وہ زمین پر ہی موجود تھی ایسے ہی قبر پر آپ نے شاخیں گاڑیں وہ بھی اسی زمین پر تھی اور اسی گڑھے کو آپ ﷺ نے قبر فرمایا ہے اور قبر میں عذاب وراحت روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور قبر میں جسم میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے جس سے مردہ قبر میں عذاب کا، دکھ سکھ کا رنج وراحت وغیرہ کا ادراک کر سکتا ہے اور اتنی ہی حیات کافی ہے اور ایسی حیات جائز بھی ہے اور ممکن بھی ہے۔

''اعادة الروح الى العبد فى قبره حق اعلم ان اهل الحق اتفقوا على ان الله تعالى يخلق فى الميت نوع حياة فى القبر قدر ما يتالم او يتلذذ'' (فقہ اکبر ص ۱۲۲)

''و كذالك عذاب القبر يكون للنفس و البدن جميعا باتفاق اهل السنة و الجماعة''

(شرح عقیدہ الطحاوی ص ۳۳۰)

''و لا يرد تعذيب الميت في قبره لانه توضع فيه الحياة عند العامة بقدر الحس بالالم''

(شامی ج ۳ ص ۲۰۱)

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ عذاب قبر کے متعلق یہی ہے اس سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور سابقہ اداء شدہ نمازوں کے بارے میں استغفار کرنا چاہئے اللہ عقیدہ حقہ پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہ ظفر اقبال، مفتی جامعہ اسلامیہ باب العلوم شہر کہروڑ پکا۔ ۹ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ

مہر فتویٰ...... دارالافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

جواب (۱۶) از دارالافتاء جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی ضلع بہاول پور

پیش امام کی جزاء سزاء قبر سے متعلق یہ تشریح اور اس طرح کا نظریہ وعقیدہ جو جسم مثالی کے بارے میں مندرجہ فی السوال ہے سراسر غلط اور بے بنیاد ہے نہ تو قرآن وحدیث کے مطابق ہے اور نہ ہی اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے موافق اور بزرگان علماء دیوبند کے نظریات سے تو کوسوں دور ہے چنانچہ قرآن وحدیث میں ہے۔

''النار يعرضون عليها غدوا و عشيا۔ و ان الذين ظلموا عذابا دون ذالك القرآن'' ان آیات اور ان جیسی دوسری آیات میں عذاب برزخ کا بیان ہے جس کی صورت اور کیفیت کا بیان احادیث میں آیا ہے کہ یہ عذاب روح اور جسم عنصری کو ہوتا ہے چنانچہ احادیث میں ہے۔

۱...... ''عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازة رجل من الانصار فانتهينا الى القبر و لايلحد فجلس الى ان قال فتعاد روحه فى جسده فياتيه ملكان الحديث'' (رواہ احمد مشکوۃ شریف ص ۱۴۲)

۲...... ''عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبره و تولی عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم اتاه ملكان الحديث متفق عليه'' (ص ۲۴)

۳...... ''عن زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ قال بينا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط لبنی النجار علی بغلة له و نحن معه اذ حادت به فكادت تلقيه متفق عليه اذا اقبر ستة او خمسة فقال من يعرف اصحاب هذه الاقبر قال رجل انا الحديث'' (رواہ مسلم ص ۲۵)

۴...... ''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرين فقال انهما ليعذبان و ما يعذبان فی كبير ثم اخذ جريدة رطبة فشقها بنصفين غرز فی كل قبر واحدة الحديث متفق عليه'' (ص ۴۱)

۵...... ''و عنه و عثمان رضی اللہ عنہ قال كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه الحديث''

(رواہ ابو داؤد ص ۳۶)

۶...... ''عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرف رجل علی نفسه فلما حضره الموت اوصی بنيه اذا مات فحرقوه ثم اذروا نصفه فی البر و فی البحر فو اللہ لئن قدر اللہ عليه ليعذبه عذابا لا يعذبه احدا من

العالمین فلما مات فعلوا به ما امرهم فامر الله البحر فجمع ما فیه و امر البرّ مجمع ما فیه ثم قال له لم فعلت هذا قال من خشیتک یارب و انت اعلم به فغفر له'' (متفق علیہ ص ۲۰۷)

ان حدیثوں سے کھلم کھلا واضح اور مثل نصف النہار روشن ہوتا ہے کہ جزاء وسزاء کا معاملہ روح سمیت زمینی قبر میں رکھے ہوئے جسد عنصری ہوتا ہے جس میں روح کا عود اور تعلق اس کی شان کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ حدیث کا جملہ تعاد روحہ اس پر دال ہے اس لئے کہ عود وہاں پہ آتا ہے جہان پہلے رہا ہو۔ دنیوی زندگی میں تو روح یقینا جسد عنصری میں تھی جسد مثالی میں تو تھی ہی نہیں لیکن اس میں عود کیسے صحیح ہو صادق مصدوق ذات گرامی ﷺ کی حدیث میں لفظ تعاد روحہ ہے صحیح تو نہیں۔

۲...... اسی طرح قرع نعال کا سماع بھی زمین میں مدفون جسد عنصری کے بارے میں ہے نہ کہ جسد مثالی کے بارے میں کیونکہ دفن کرنے والے تو اسی قبر ارضی سے لوٹتے ہیں جس میں جسد عنصری رکھا ہوا ہوتا ہے نہ جسد مثالی۔

۳...... رسول اللہ ﷺ کی خچر کا بدکنا اور ڈرنا انہیں زمینی قبروں کے قریب تھا جن میں اجساد عنصریہ مدفون تھے نہ کہ اجساد مثالیہ۔

۴...... مزید برآں نبی اکرم ﷺ نے کھجور کی شاخ کا نصف، نصف انہیں ارضی قبروں میں گاڑھی تھیں جن میں جسد عنصریہ رکھے ہوئے تھے نہ کہ جسدین مثالیہ۔

۵...... آنحضور ﷺ دفن کے بعد ارضی قبر پر ٹھہرے رہتے تھے جس میں جسد عنصری مدفون ہوتا تھا نہ کہ جسم مثالی۔

۶...... اسی طرح ''رجل سرف علی نفسه'' نے اپنے جسد عنصری کے جلانے کی وصیت کی تھی اور اس جسم کی خاکستر ہوا میں اڑانے اور سمندر میں ڈالنے کے لئے کہہ مرا تھا اللہ تعالیٰ نے بھی اسی جسم عنصری کی خاکستر کو جمع کرنے کے بارے میں بحر و بر کو حکم فرمایا تھا نہ کہ جسم مثالی کے بارے میں یہ ساری کاروائی ہوئی تھی۔

یہ تو ہوا پیش امام کا مسئلہ زیر بحث میں غلط نظریہ غلط عقیدہ پر قرآن وحدیث کی روشنی میں رغم انف نیز پیش امام کا یہ عقیدہ اور نظریہ عقلاً بھی نادرست اور بے وقوفانہ ہے اس لئے کہ نیکی یا برائی کو روح سے مل کر جسم عنصری کرے اور اس نیکی یا برائی کا صلہ بصورت انعام یا سزا جسم مثالی یعنی فوٹو کو ملے کوئی انصاف منصف ایسا کرنا گوارا نہیں کرتا چہ جائے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی صفت ''لیس بظلّام للعبید'' ہے ایسا کرے ''تعالی الله عن ذالک علوا کبیرا''

پیش امام کا قبر کی جزاء وسزاء کے بارے میں یہ غیر واقعاتی عقیدہ اور نظریہ اہل السنت والجماعت اور علماء دیوبند جو کہ تمام بزرگان حق پرست اور حق کے پیروکار قرآن وحدیث کے مفہوم کو سمجھنے میں ذہن ثاقب اور ید طولیٰ رکھتے تھے ان نظریات کے مطابق کیسے ہوسکتا ہے جب کہ قرآن وحدیث کے سراسر خلاف اور غیر واقعاتی ہے الغرض پیش امام کا یہ عقیدہ اور نظریہ نہ تو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور نہ اہل سنت والجماعت اور نہ علمائے دیوبند کے نظریات وعقائد کے مطابق بلکہ فتویٰ میں نرمی ملحوظ رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کے مفہوم میں تحریف نہ بھی کہیں تو تاویل فاسد اور مغالطہ ضرور ہے۔ مناسب ہے کہ پیش امام کا منصب امامت سے ہٹا دیا جاوے اس کی اقتداء میں ادا کردہ نمازیں قضاء نہ کرسکیں۔ تو آئندہ کے لئے اس اقتداء کے بارے میں احتیاط ضروری کی جاوے۔

الجیب مصیب بعون اللہ تعالیٰ!...... حاجی احمد عفا اللہ عنہ، استاذ الحدیث جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی

جواب (۱۷) از دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

عذاب قبر کے بارے میں مذکورہ شخص کا نظریہ درست نہیں اور یہ اہل سنت والجماعۃ کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔

فتح الباری میں ہے۔ ''ذهب ابن حزم وابن هبيرة الى ان السوال يقع على الروح فقط وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذالك اختصاص'' (ج ۳ ص ۱۸۵)

امام نووی رحمہ اللہ (شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۳۸۶) میں فرماتے ہیں۔ ''ثم المعذب عند اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه'' (بحوالہ خیر الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۸۱)

لہٰذا اس تفصیل کی روشنی میں ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے کسی صحیح عقیدہ والے شخص کو امام بنایا جائے۔ پڑھی ہوئی نمازیں لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ فقط واللہ اعلم! بندہ عبدالحکیم، ۱۶ رمحرم الحرام ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح...... عبدالستار عفی عنہ مہر فتویٰ...... دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

جواب (۱۸) از دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

الجواب بسم اللہ حامداً ومصلیاً

یہ عقیدہ بدعت کا ہے۔ اہل سنت کا نہیں ہے اس لئے ایسے امام کو باقی رکھنا درست نہیں ہے۔ بدعتی کے پیچھے نماز ہو تو جاتی ہے۔ لیکن جانتے بوجھتے ہوئے اور امام کو ہٹانے پر قدرت بھی ہو مکروہ تحریمی ہوتی ہے ورنہ نہیں۔ جو نمازیں پہلے پڑھی گئیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ آگے احتیاط کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم!

عبدالواحد غفرلہ، ۲۴ رمحرم الحرام ۱۴۲۸ھ

مہر فتویٰ...... مرکزی دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

جواب (۱۹) مدرسہ عقیدۃ الاسلام وجامع مسجد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کراچی

یہ پیش امام صاحب مسلک اہل سنت والجماعت دیوبند سے خارج ہے اور ان کے اقتداء میں نماز مکروہ ہیں یہ عذاب وثواب قبر کے منکر ہیں لوگوں کو فریب اور دھوکہ دینا چاہتے ہیں یہ اکابر کے مسلک پر نہیں۔ نور اللہ رشیدی

مہر فتویٰ...... مدرسہ عقیدۃ الاسلام وجامع مسجد حضرت عبداللہ بن مسعود

بمقام عقب الآصف اسکوائرز دانڈس پلازہ سہراب گوٹھ کراچی۔ ۳۸

جواب (۲۰) جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

واضح رہے کہ جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر زمین کے اس حصے کو کہتے ہیں جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے دوسرے لفظوں میں مردہ انسان کے مدفن کو قبر کہا گیا ہے۔ قرآن وحدیث اور لغت میں بھی

مدفن ہی کو قبر کہا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔''حتی زرتم المقابر'' (التکاثر) ترجمہ: یہاں تک کہ جا دیکھے قبریں۔ دوسری جگہ پر ہے۔''ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره'' ترجمہ: اور نماز نہ پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو ان کی قبر پر۔ (التوبہ)

اور سورہ عبس میں ہے۔''ثم اماته فاقبره، ثم اذا شاء انشره'' (پ ۳۰)

ترجمہ: پھر اس کو مردہ کیا، پھر قبر میں رکھوا دیا اس کو۔ پھر جب چاہا اٹھا نکالا اس کو۔ مندرجہ بالا آیات میں لفظ قبر وغیرہ کا اطلاق مردہ جسم کے مدفن پر کیا گیا ہے۔ ان آیات سے قبر کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے اور بے شمار احادیث میں قبر کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ قبر سے مردہ انسان کا مدفن ہی مراد ہے۔

بخاری شریف میں ہے۔''لعن الیهود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائهم مساجدا لو لا ذالک ابرز قبره'' ترجمہ: حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اسی خطرہ کے پیش نظر حضور اقدس ﷺ کی قبر اطہر کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ (ج ۱ ص ۱۸۶)

مشکوٰۃ شریف میں ہے۔''عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول الله ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انما هو زوجی وابی فلما دفن عمر رضی اللہ عنہ معهم فو الله ما دخلت الا وانا مشددة علی ثیابی حیاء من عمر'' ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے حجرے میں رسول کریم ﷺ مدفون تھے میں بغیر برقعے کے چلی جایا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ ایک میرے خاوند ہیں اور دوسرے میرے والد ماجد ہیں لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو میں وہاں برقعہ پہن کر جاتی تھی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حیا مانع تھا۔ ان روایات میں قبر کا لفظ زمین کے اس حصہ پر بولا گیا ہے جہاں مردہ انسان کو دفن کیا گیا ہے۔ یعنی قبر بمعنی مدفن ارضی۔ جمہور اہل سنت والجماعت کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی قبر میں نکیرین آتے ہیں اسی قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے۔ اسی میں حساب وکتاب ہوتا ہے اسی قبر کو اعمال کے مطابق جنت کا باغ اور جہنم کا گڑھا بنایا جاتا ہے۔ (ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ سعید)

امام بخاری رحمہ اللہ نے قبر کا معنیٰ مدفن کیا یعنی جائے دفن کیا ہے اور اس پر باب قائم کیا ہے اور قرآن وحدیث سے دلیلیں بیان کی ہیں۔

چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔''باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ فاقبره اقبرت الرجل اذا جعلت له قبرا وقبرته دفنته کفاتا تکونون فیها احیاء وتدفنون فیها امواتا'' (ص ۱۸۶، ط قدیمی)

ترجمہ: باب آں حضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کے بیان میں سورۃ عبس میں جو آیا ہے فاقبرہ تو عرب لوگ کہتے ہیں۔ (قبرت الرجل اقبرہ) یعنی میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور (قبرتہ) کے معنی میں نے اس کو دفن کیا اور سورۃ المرسلات میں جو (کفاتا) کا لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی بسر کرو گے اور مر کر بھی اس میں گڑو گے۔ علیین اور سجین کے بارے میں قرآن پاک میں ہے۔''کلا ان کتاب الفجار لفی سجین وما ادراک ما سجین'' (المطففین:) اور یہی کچھ علیین کے متعلق اسی صورت میں فرمایا۔''کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادراک ما علیون'' یعنی وہ نامہ اعمال کا دفتر ہے۔ بدکار لوگوں کا نامہ اعمال سجین میں ہیں اور نیک لوگوں کے نامہ اعمال علیین میں رکھے جاتے ہیں۔ (پ ۳۰) لہٰذا قرآن شریف کی تصریح کے مطابق وہ تو ایک دفتر ہے قرآن پاک میں ان کو جزاء وسزاء کا مقام نہیں بتایا گیا۔ جیسا کہ تسکین الصدور میں ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے۔''ان المیت اذا وضع فی قبره انه یسمع خفق

نعالهم حين يولون مدبرين الحديث" (موارد الظمآن ص ۱۹۷ واللفظ لہ، بخاری ج ۱ ص ۱۷۸، مسلم ج ۱ ص ۳۸۶)

ترجمہ: میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے دفن کرنے والے جس قبر سے واپس ہوتے ہیں تو وہ یہی حسی قبر ہے اور گڑھا ہوتا ہے۔ کیونکہ دفن کرنے والوں کی رسائی علیین اور سجین تک نہیں ہوتی۔

مستدرک حاکم میں ہے۔"فاذا هو رجل يمشي بين القبور وعليه نعلان فناداه يا صاحب السبتتين الق سبتيتك الحديث" (موارد الظمآن ص ۲۰۱، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۸۳)

ترجمہ: آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتی پہن کر قبروں کے درمیان چل رہا تھا آپ ﷺ نے اس کو آواز دی اور فرمایا کہ اے جوتیاں پہن کر چلنے والے اپنی جوتیاں اتار۔

ظاہر امر ہے کہ وہ شخص حسی قبروں کے درمیاں جوتیاں پہن کر چل رہا تھا علیین اور سجین کے برزخی مقام میں نہ تھا۔ (بحوالہ تسکین الصدور ص ۹۰)

برزخ کا لغوی معنی آڑ اور پردہ ہے اور قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے اور علماء اسلام کے نزدیک موت سے لے کر قیام قیامت تک کے درمیانی وقت کو اور زمانہ کو برزخ کہتے ہیں کیونکہ عالم آخرت اور عالم دنیا کے درمیان زمانہ آڑ اور پردہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ موت سے لے کر قیامت تک کی کاروائی پردہ میں ہوتی ہے۔ شاید اسی وجہ سے اسے عالم برزخ کہتے ہیں اور واضح رہے کہ برزخ مردہ انسان کے لئے ظرف زمان ہے اور مرنے کے بعد آدمی روح اور جسد سمیت عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ جو مردہ چارپائی پر پڑا ہو وہ عالم برزخ میں داخل ہو چکا ہے اور جس کو لوگ کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں وہ بھی عالم برزخ میں ہے اور جس کو قبر میں دفن کر دیا وہ بھی برزخ میں ہے۔ لہٰذا برزخ سے کوئی علیحدہ قبر یا مثل جسد مراد لینا درست نہیں۔ اگر ہم اس قبر کو علیین یا سجین میں مراد لیں تو پھر یہ ظرف مکان ہو جائے گا جو درست نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ایک عالم ہے اور زمانہ ہے۔ لہٰذا جب اس دنیا کے مدفن اور علیین اور سجین، برزخ ایک عالم ہیں جو ظرف زمان کی حیثیت رکھتا ہے تو پھر جسد مثالی جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے اگر دیکھا جائے تو عالم دنیا میں نیکی اور برائی روح اور جسد کے اشتراک عمل سے وجود میں آتی ہیں لہٰذا جب نیکیاں اور برائیاں دونوں نے مل کر کی ہیں تو جزاء و سزا بھی ان دونوں کو ملا کر دینا عین انصاف ہے صرف روح کو جزاء اور سزا دینا اور جسد کو جزاء و سزا سے مستثنیٰ کر دینا ظلم اور ناانصافی ہے۔ جس سے اللہ پاک کی ذات منزہ اور برتر ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔"ان الله لا يظلم الناس شيئا" (یونس: ۴۴)

دوسری جگہ پر ہے۔"وما ربک بظلام للعبيد" (فصلت)

جو لوگ صرف روح کے لئے تو جزاء و سزا تجویز کرتے ہیں اور جسد کو محروم سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کریم ہر قسم کے ظلم سے پاک ہیں۔ شامی میں ہے۔"ولا يرد تعذيب الميت في قبره لانه توضع فيه الحياة عند العامة بقدر الحسن بالالم" (ج ۳ ص ۲۰۱، سعید)

ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔"فتعاد روحه في جسده ظاهر الحديث ان عود الروح الى جميع اجزاء بدنه فلا التغات الى قول البعض بان العود انما يكون الى البعض"

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ رازی فرماتے ہیں۔"ماذا ان يكون المؤمنون قد احيوا قبورهم قبل يوم القيامة وهم منعمون فيها جاز ان يحي الكفار في قبورهم فيعذبوا" (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۰۸، طامصر)

لہٰذا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور کوئی جسد مثالی کو نہیں ہوتا بلکہ اسی جسد عنصری کو جو دنیا کی قبر میں ہوتا ہے اس کو عذاب دیا جاتا ہے لہٰذا صورت مسؤلہ میں مذکورہ پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق جو عقیدہ اور نظریہ ہے وہ غلط ہے اور قبر کی جو تشریح امام صاحب نے کی ہے وہ بھی جمہور اہلسنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ہے جیسا کہ تسکین الصدور میں ہے علماء دیوبند کے نظریات عذاب قبر کے متعلق تو یہ ہیں کہ ''ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر میں ثواب وعقاب کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ رہتا ہے اور جسم جسم عنصری مراد ہے نہ کہ مثالی جو کہ حقیقی جسم نہیں بلکہ عالم مثال میں جسم کا عکس ہے۔ (کما صرح بہ مجدد الف ثانی) اور جیسا کہ کتب عقائد میں مذکور ہے کہ (''ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب و ان ذالک یحصل لروحه وبدنه'' کتاب الروح یہی اکابر دیوبند کا مسلک ہے۔'' (بحوالہ تسکین الصدور ص ۳۱۹)

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔''قبر کا عذاب وثواب عالم غیب کی چیز ہے اس لئے اس کو ہماری نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا جس طرح خواب کے احوال بیداری والوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ جن لوگوں کو دفن نہیں کیا جاتا کیا بعید ہے کہ ان کے لئے فضا ہی کو قبر بنا دیا جائے بہر حال عذاب قبر کا انکار کرنا یا نصوص کے برخلاف ''قبر'' میں تاویلیں کرنا تقاضائے ایمان وانصاف کے خلاف ہے۔'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۴۰، مکتبہ لدھیانوی)

لہٰذا اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور یہ عقیدہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے معتزلہ کا ہے لہٰذا یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے۔ بدعتی اور فاسق ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں جو نمازیں پہلے لاعلمی میں پڑھی جا چکی ہیں وہ ہو چکی ہیں۔ آئندہ جان بوجھ کر ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی کیونکہ اس امام صاحب کا عقیدہ صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۰۳، سعید) میں ہے۔

''فان الله تعالیٰ یعلق روحه الذی نارته بجزئه الاصلی الباقی من اول عمره الی آخره المستمر علی حاله حالتی النحو والذبول الذی متعلق به الروح او لا فیحیا ویحیا بحیاته سائر اجزاء البدن''

فتاویٰ (شامی ج ۱ ص ۵۶۰، سعید) میں ہے۔''واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للامامة تعظیمة وقد وجب علیهم اهانته شرعا''

اور (خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۹) میں ہے۔''ولایجوز الصلوة خلف من ینکر الشفاعة النبی ﷺ وینکر الکرام الکاتبین وعذاب القبر وکذا من ینکر الرؤیة لانه کافر''

فتح القدیر میں ہے۔''ولاتجوز الصلوة خلف منکر الشفاعة والرؤیة وعذاب القبر والکرام الکاتبین لانه کافر لتوارث هذه الامور عن الشارع ﷺ'' (ص ۲۴۷، مصر) فقط واللہ سبحانہ اعلم!

کتبہ: عمر فاروق زبیر متخصص فی الفقہ الاسلامی الجواب صحیح ...... مفتی عبدالمجید صاحب دین پوری

محمد انعام الحق ...... مفتی عبدالسلام مہر فتویٰ ...... دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

خلاصۃ الفتاویٰ ایک نظر میں

باسمہ تعالیٰ

کتاب کے آخر میں سیدی وسندی واستاذی المکرم محقق وقت فاتح مماتیت حضرت مولانا نور محمد صاحب

قادری تونسوی مدظلہ کے حکم پر تمام فتاوٰی جات کا لب لباب اور خلاصہ بیان کیا جاتا ہے ویسے تو تمام فتاویٰ جات کا ایک ایک پہلو قابل مطالعہ ہے کیونکہ یہ ایک علمی ذخیرہ ہے اور ثواب وعذاب قبر کی صحیح صورت پر دلائل کا انبار ہے اور عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکرین کے تمام شکوک وشبہات کا ایک مسکت جواب ہے اور خصوصا اس کتاب کا پیش لفظ جس میں شیخ تونسوی مدظلہ نے مسئلہ حیات قبر کے بارے میں مسلک اہل سنت والجماعت علمائے دیوبند کی کما حقہ ترجمانی کی ہے جس کی ایک ایک جزی سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے اور جس کا مطالعہ کرنا ہر صاحب ذوق قاری اور تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے والے ہر محقق کے لئے ضروری ہے اور تحقیقی میدان میں سبقت پانے والے شاہ سواروں کے لئے ایک منزل ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام سنی مسلمانوں کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مؤلف اور تمام مشائخ ومفتیان کرام کے لئے اس کتاب کو زاد آخرت بنائے۔ باقی رہا مجموعہ فتاویٰ کا خلاصہ اس کے لکھنے کی ضرورت اس لئے درپیش آئی تاکہ ایک نظر دوڑانے والے حضرات بھی کتاب کی اصل افادیت سے محروم نہ رہیں، اب آیئے دیکھتے ہیں تمام فتاویٰ جات کا خلاصہ ایک نظر میں۔

فتویٰ نمبر (۱) از دارالافتاء جامعہ مخزن العلوم خان پور

اسمائے گرامی مشائخ کرام ومفتیان عظام

(۱) مرشد العلماء والصلحاء حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم العالیہ (۲) جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا امیر محمد صاحب تونسوی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خان پور۔ (۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل الرحمن ڈاہر۔ (۴) استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد لقمان صاحب مدظلہ۔ (۵) استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ۔ (۶) حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب مدظلہ، رئیس دارالافتاء جامعہ ہذا (۷) حضرت مولانا خلیل الرحمن درخواستی مدظلہ۔ (۸) حضرت مولانا مفتی عبدالعزیز صاحب مدظلہ (۹) حضرت مولانا الیاس زمان صاحب مدظلہ۔ (۱۰) حضرت مولانا مفتی محمد اسمٰعیل صاحب مدظلہ۔ (۱۱) حضرت مولانا مفتی محمد یونس صاحب دانمی مدظلہ۔

خلاصہ: یہ تمام حضرات متفقہ طور پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا امام جو عذاب قبر کی صحیح صورت کا منکر ہے وہ اہل سنت والجماعت میں نہیں اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۲) از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب ربانی، رئیس دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

(۲) مفتی اللہ نور صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: مذکورہ امام اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کے متفقہ عقیدہ سے خارج ہیں اگر اپنے نظریہ سے رجوع نہ کریں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۳) از دارالافتاء دارالعلوم مدنیہ بہاول پور

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ مدیر دارالعلوم مدنیہ بہاول پور (۲) حضرت مولانا مفتی احمد سفیان صاحب مدظلہ۔ (۳) حضرت مولانا محمد یوسف الحسینی صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ان کے پیچھے پڑھی جانے والی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر (۴) از دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ (۲) حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی دامت برکاتہم العالیہ۔ (۳) حضرت مولانا مفتی محمد ادریس صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: ایسا شخص یقیناً اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

فتویٰ نمبر (۵) از دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب مدظلہ نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی۔ (۲) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہ۔ (۳) حضرت مولانا مفتی محمد مصدق صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: مذکوہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علمائے اہل سنت والجماعت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہٰذا ان کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۶) از دارالافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت علامہ مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔

(۲) مفتی لطیف اللہ عاصمی مدظلہ، متخصص فی الفقہ الاسلامی۔

خلاصہ: صورت مسؤل عنہا میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے لہٰذا ایسے امام کے لئے تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے اور اس کی اقتداء میں پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر (۷) از دارالافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن صادق آباد

اسم گرامی مفتی صاحب: (۱) حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب آبادی مدظلہ۔

خلاصہ: ایسے شخص کو باختیار خود امام بنانا جائز نہیں۔

فتویٰ نمبر (۸) از دارالافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

اسم گرامی مفتی صاحب۔ (۱) حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مدظلہ، رئیس دارالافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان

خلاصہ: ایسا شخص ضال مضل اور خارج از اہل سنت والجماعت ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ایسے شخص کو فورا امامت سے ہٹا دیا جائے۔

فتویٰ نمبر (۹) از دار الافتاء جامعہ عیدگاہ کبیر والا

اسم گرامی مفتی صاحب۔ (۱) حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہ۔ مفتی دار العلوم عیدگاہ کبیر والا۔

خلاصہ: ایسا شخص بدعتی گمراہ ہے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ آئندہ مکمل احتیاط کی جاوے۔

فتویٰ نمبر (۱۰) از دار الافتاء جامعہ امداد العلوم الاسلامیہ پشاور صدر

اسمائے گرامی مفتیان کرام (۱) حضرت مولانا مفتی محمد حسن جان صاحب مدظلہ۔ (۲) مفتی سبحان اللہ صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اس کی امامت مکروہ ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۱) از دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب مدظلہ العالی، رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور (۲) مفتی شیر محمد صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: ایسا شخص نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت والجماعت سے اس کا کوئی تعلق ہے اور اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۲) از دار الافتاء جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اسم گرامی مفتی صاحب۔ (۱) مفتی محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی۔

خلاصہ: استفتاء کے جواب میں حضرت مفتی صاحب نے لکھا کہ تسکین الصدور کا مطالعہ کریں۔ تسکین الصدور میں لکھا ہے کہ ایسا شخص بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۳) از دار الافتاء جامعہ احیاء العلوم چوک ظاہر پیر

اسم گرامی مفتی صاحب۔ (۱) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی دامت برکاتہم العالیہ۔

خلاصہ: پیش امام صاحب کا عقیدہ مذکورہ فی السوال معتزلہ والا ہے۔ بنا بریں اس کو امام بنانا جائز نہیں ان کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ ہیں۔

فتویٰ نمبر (۱۴) از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ پشاور

اسمائے گرامی مفتیان کرام (۱) حضرت مولانا مفتی محمد ادریس صاحب مدظلہ۔ (۲) مفتی محمد حسین صاحب مدظلہ۔

خلاصہ: ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے نہیں مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔

فتویٰ نمبر (۱۵) از دارالافتاء جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا ضلع لودھراں

اسم گرامی مفتی صاحب۔ حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال صاحب مدظلہ، رئیس دارالافتاء جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا۔

خلاصہ: اہل سنت والجماعت سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

فتویٰ نمبر (۱۶) از جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی ضلع بہاول پور

اسم گرامی مفتی صاحب۔ حضرت مولانا حاجی احمد صاحب مدظلہ۔ شیخ الحدیث جامعہ انوریہ حبیب آباد طاہر والی۔

خلاصہ: ایسے امام صاحب کو منصب امامت سے ہٹا دیا جائے اور آئندہ کے لئے اس سے اقتداء کے بارے میں احتیاط ضروری جاوے۔

فتویٰ نمبر (۱۷) از دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب رحمہ اللہ۔ (۲) مفتی عبدالحکیم صاحب مدظلہ العالی

خلاصہ: ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے کسی صحیح عقیدہ والے شخص کو امام بنایا جائے۔

فتویٰ نمبر (۱۸) از دارالافتاء جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

اسم گرامی مفتی صاحب۔ حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب

خلاصہ: یہ عقیدہ بدعت کا ہے۔ اہل سنت والجماعت کا نہیں ہے۔ اس لئے ایسے امام کو باقی رکھنا درست نہیں۔

فتویٰ نمبر (۲۰) از دارالافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

اسمائے گرامی مفتیان کرام

(۱) حضرت مولانا مفتی عبدالمجید صاحب دین پوری مدظلہ۔ (۲) حضرت مفتی عبدالسلام صاحب مدظلہ۔ (۳) مفتی انعام الحق صاحب۔

خلاصہ: یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے بدعتی اور فاسق ہے لہٰذا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے ہاں جو نمازیں لاعلمی میں پڑھی جا چکی ہیں وہ ہو چکی ہیں آئندہ جان بوجھ کر ایسے شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

حررہ..... محمد حنیف فاضل جامعہ مخزن العلوم خانپور

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

۱۳۵
سوالات کے جوابات
معہ
۳۳۵ سوالات

تالیف:

حضرت علامہ مولانا ابو احمد نور محمد قادری تونسوی رحمۃ اللہ علیہ